

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی ریچھیسواں اجلاس

مباحثات 2016ء

﴿اجلاس منعقد 12 فروری 2016ء بمطابق 3 جمادی الاول 1437 ہجری بروز جمعہ﴾

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
1	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	1
2	وقفہ سوالات۔	2
18	رخصت کی درخواستیں۔	3
20	تحریک التواء نمبر 2 منجانب محترمہ یاسمین لہڑی۔	4
27	تحریک التواء نمبر 3 منجانب آغا سید لیاقت علی۔	5
29	مشترکہ قرارداد نمبر 78 منجانب جناب نصر اللہ خان زیرے، آغا سید لیاقت علی، جناب عبدالجید خان اچکزئی، جناب منظور احمد خان کاکڑ، جناب ولیم جان برکت، محترمہ سپوٹزمی اچکزئی، محترمہ معصومہ جیات اور محترمہ عارفہ صدیق۔ (قرارداد منظور ہوئی)	6
31	قرارداد نمبر 82 منجانب انجینئر زمرک خان اچکزئی۔ (قرارداد منظور ہوئی)	7
32	قرارداد نمبر 83 منجانب ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ۔ (قرارداد منظور ہوئی)	8
37	قرارداد نمبر 84 منجانب محترمہ عارفہ صدیق۔ (قرارداد منظور ہوئی)	9
48	تحریک التواء نمبر 1 پر 2 گھنٹے عام بحث۔	10
شمارہ 2	☆☆☆	جلد 26

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 12 فروری 2016ء بمطابق 3 جمادی الاول 1437 ہجری بروز جمعہ بوقت

شام 4 بجکر 30 منٹ، زیر صدارت راحیلہ حمید خان درانی، محترمہ اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال، کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

راحیلہ حمید خان درانی (محترمہ اسپیکر):۔ السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرْنَا الَّذِينَ اضَلُّنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ نَجْعَلُهُمَاتَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونُوا
مِنَ الْاسْفَلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا
وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشُرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

﴿ پارہ نمبر ۲۴ سورۃ حم السجدہ آیت نمبر ۲۹ اور ۳۰ ﴾

ترجمہ: اور کا فر لوگ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں جنوں انسانوں (کے وہ دونوں فریق) دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا (تاکہ) ہم انہیں اپنے قدموں تلے ڈال دیں تاکہ وہ جہنم میں سب سے نیچے (سخت عذاب میں) ہو جائیں۔ (واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم سے وعدہ تھا۔ وَمَا عَلَيْنَا الْاَلْبَاطُغ۔

راحیلہ حمید خان درانی (محترمہ اسپیکر):۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وقفہ سوالات۔ سردار محمد اختر مینگل صاحب اپنا سوال نمبر 227 دریافت فرمائیں۔ چونکہ سردار محمد اختر مینگل صاحب نہیں تشریف لائیں ان کے دو سوال ہیں سردار محمد اختر مینگل صاحب 235 دریافت فرمائیں۔ تو میرے خیال میں اس کو جو ہے ریکارڈ کا حصہ بناتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر:- جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- میڈم اسپیکر جواب ہی موصول نہیں ہوا ہے آپ اس کو ریکارڈ کا حصہ کیسے کریں گے۔

میڈم اسپیکر:- اس کو ریکارڈ کا حصہ اس طرح بنائیں کہ وہ خود مسلسل غیر حاضر ہیں صرف سوال تک۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر:- جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- جواب آچکا ہوتا تو اس کو ریکارڈ کا حصہ بناتے جب ایک سوال کا جواب ہی نہیں ہیں تو اس کو کیا ریکارڈ کا حصہ کیا بنائیں گے۔ خالی سوال کو ریکارڈ کا حصہ بنائیں گے کیا۔

میڈم اسپیکر:- ویسے تو محکمہ۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- نہیں نہیں میڈم ایسے نہیں ہوگا۔ وہاں سے جواب آنا چاہیے تھا پھر ریکارڈ کا۔ اس کو ڈیفرفر کریں۔

میڈم اسپیکر:- منسٹر صاحب سے پوچھ لیتے ہیں پھر اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

میرسرفراز گبٹی (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور):- جناب اسپیکر! میرے خیال میں اس کو defer کر دیں

ہم next اس میں اس کی سوالوں کے جواب دیدیں گے اس کے بعد آپ ریکارڈ حصہ بنائیں لیکن مجھے اپوزیشن کے دوستوں سے یہ گزارش ضرور ہے کہ جب وہ سوال کرتے ہیں تو کم سے کم وہ محرک وہ جو ہے وہ حاضر بھی ہو جس طرح آپ نے خود فرمایا وہ متواتر غیر حاضر ہیں تو اس طرح تو یہ ٹائم بن جائیگا desposed off کے لیے اس کو ضروری ہے تاکہ اگر کوئی supplementary ہو وہ بھی۔ ہو جائے اور کوئی اور چیز ہو تو وہ بھی سامنے

آجائیں تو گزارش ہے کہ ان کا ہونا بھی ضروری ہے لیکن ہمارا فرض ہے ہم جواب ضرور دیں گے اگلے اس میں یہ جواب مل جائیگا اور ریکارڈ کا حصہ بھی بن جائیگا۔

میڈم اسپیکر:- اگلے سے مراد آپ کا اگلے session کے لیے۔ یا اگلے 15 تاریخ کے لیے۔

میڈم اسپیکر:- ٹھیک ہے 15 تاریخ کے لیے جب اس کا جواب آجائے تو اس پھر اس کے ساتھ۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- میڈم اسپیکر ہوم منسٹر نے بجا فرمایا ہے وہ کہہ رہے ہیں ہمیں کہہ رہے ہیں جی ان کو محرک کو ہونا چائیں بالکل ان کی بات بجا ہے لیکن آپ اس میں دیکھیں کہ 20 نومبر 2015 دسمبر، جنوری، فروری 3 مہینے یہ پہلے بھی defer ہو چکا ہے اس کا جواب انہوں نے نہیں دیا ہے اب پھر defer ہو رہا ہے یہ جواب موصول نہیں ہوا ہے جواب موصول نہیں ہوا۔ کوئی ٹھوٹا پھوٹا جواب آجاتا۔

میڈم اسپیکر:- ٹھیک ہے آپ کا point آ گیا ہے انہوں نے جواب بھی دے دیا انشاء اللہ۔ وہ کہہ رہا ہے next کو۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- اس میں 15 تاریخ تک یہ نہیں دے سکیں گے میرا خیال ہے آپ ان سے وضاحت لے لیں۔

میرسرفراز بگٹی (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور):- ویسے میں جواب دے چکا ہوں میڈم اسپیکر سردار صاحب کے۔ کے لیے ایک بات بتا دوں کہ محرک کے اپنے خلاف بھی تحصیل وڈھ میں شاید کوئی ایف آئی آر ہے۔

میڈم اسپیکر:- انشاء اللہ جواب آجائے گا سردار صاحب۔ تو پھر دیکھ لیں گے اس کو۔ ریکارڈ پر بھی پھر لے آئیں گے۔ انہوں نے تسلی کرادی۔

میرسرفراز بگٹی (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور):- ہوم منسٹر نے بجا فرمایا ہے اگر ایف آئی آر کی بات ہے تو پھر شاید اس ایوان میں بھی کوئی تشریف رکھتا ہوگا جس میں 302 کی FIR بھی ہے اور وہ جو ہے ناں session سے بھاگے ہوئے بھی ہیں ان چیزوں میں نہ پڑیں۔ آپ سوال جواب پر آئیں۔

میڈم اسپیکر:- سردار صاحب کا سوال آ رہا ہے۔

سردار مصطفیٰ خان ترین:- سردار یہ جو جس کے خلاف 302 کا ایف آئی آر ہے اس کا نام لے لوں۔

میڈم اسپیکر:- مصطفیٰ صاحب please آپ بیٹھ کر بات نہ کریں۔ سردار عبدالرحمان

کھیتراں صاحب اپنا سوال نمبر 237 دریافت کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- میں اس کا نام لیتا ہوں۔ وہ نصر اللہ زیرے ہیں اس کی چمن سے جو ہے ضمانت۔
- ہوئی ہیں اور وہ گئے ہوئے ہیں۔

میڈم اسپیکر:- زمرک خان صاحب please تشریف رکھیں آپ۔ نہ کریں سردار
عبدالرحمان کھیتراں صاحب اپنا سوال نمبر 237 دریافت فرمائیں۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- میڈم اسپیکر میں سوال پوچھ لوں گا منسٹر ہیاتھ ہیں ہی نہیں پھر۔

میڈم اسپیکر:- آپ پہلے سوال تو پکاریں ناں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- question No 237

☆ 237 سردار عبدالرحمن کھیتراں 9 نومبر 2015 کا مؤخر شدہ

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے مالی سال 16-2015 کے میزانیہ میں ضلعی
ہیڈ کوارٹر ہسپتال بارکھان کیلئے کس قدر رقم مختص کی گئی ہے۔ نیز اس مختص کردہ رقم میں سے اب تک کس قدر رقم
جاری کی چکی ہے۔ تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر صحت:-

مالی سال 2015.16 کے میزانیہ میں ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال بارکھان کے لئے کل =/105773400 رقم مختص
کی گئی ہے اور اس مختص کردہ رقم میں سے اب تک کل =/45866700 جاری کی جا چکی ہے۔

رقم کی تفصیل ضخیم ہے اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میڈم اسپیکر:- جی۔ کی طرف سے کوئی ان کو جواب انہوں نے کہا ہے کہ کوئی دیں گے۔

میرسرفراز بگٹی (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور):- میڈم اسپیکر جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے

supplementary ہے تو سردار صاحب بتادیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- supplementary تو اس میں بہت ہیں آپ۔ ہے۔ نہیں نہیں۔ یہ۔

میڈم اسپیکر:- یہ میرے خیال میں اس طرح ہوتا نہیں ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- کرنے کے لیے نہ کریں میرے supplementary اس میں بہت

سارے ہیں۔

میڈم اسپیکر:- نہیں اس میں یہ ہے کہ جو مذکورہ جو ڈیپارٹمنٹ ہے اس کو باقاعدہ اگر کسی کو

نامزد کرتا ہے تو ٹھیک ہے ان کی۔ پر لیکن اگر نہیں ہے میں یہ پوچھ رہی ہوں کہ اگر انہوں نے کسی کو کہا ہے اگر نہیں

کہا تو پھر اس کو بھی میرے خیال میں سردار صاحب۔
سردار عبدالرحمن کھیتراں:- پھر 15 تاریخ کے لیے کر دیں جواب آئیں ہوئے ہیں ان کو عجیب و غریب
جواب ہے ہوم منسٹر صاحب زراء تھوڑی سی آپ۔

میڈم اسپیکر:- سردار صاحب چھوڑ دیں اسے۔ پھر please یہ لمبا ہو جائیگا آج ایجنڈا بہت لمبا ہے پھر
انشاء اللہ۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- آپ۔ کر رہی ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہیں۔

میڈم اسپیکر:- 15 تاریخ کے لیے 15 تاریخ کے لیے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- آپ اس کو 15 تاریخ کے لیے ڈیفر کر رہی ہیں۔

میڈم اسپیکر:- جی ہاں بالکل۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- thank you very much۔ دوسرا question بھی defer کر
دیں دوسرا ہے میرا 238۔

میڈم اسپیکر:- اچھا میں پہلے۔ کر لیتی ہوں پھر آپ اسی پر آگے پھر بتا دیجئے گا۔ سردار عبدالرحمن
کھیتراں صاحب اپنا سوال نمبر 238 دریافت فرمائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- question No 238 Madam

☆ 238 سردار عبدالرحمن کھیتراں

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ مالی سال 16-2015 کے میزانیہ میں محکمہ صحت کے
لئے کتنی اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں۔ نیز ان تخلیق کردہ اسامیوں میں سے مختلف اضلاع کے لئے کل کس قدر
اسامیاں مختص کی گئی ہیں۔ ضلع وار تفصیل دی جائے؟

میڈم اسپیکر:- چونکہ مذکورہ وزیر آج نہیں آئیں تو اس کو بھی 15 تاریخ کے لیے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- ماشاء اللہ میڈم اسپیکر وزیر صاحب آگئے۔

میڈم اسپیکر:- اب تو چونکہ وہ ہو چکا ہے اب اس پر یہ صرف سردار صاحب پہلا دوسرا سوال ہوگا کیونکہ وہ

ریکارڈ میں آچکا ہے سردار عبدالرحمن کھیتراں صاحب اپنا سوال نمبر 238 دریافت فرمائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- نہیں میڈم اس کو تھوڑا سا۔

میڈم اسپیکر:- نہیں چونکہ یہ آچکا ہے سراسر بھی وہ رولنگ کا حصہ بن گیا اس لیے اس کو ہم نہیں دوبارہ کر سکتے

ہیں۔ وہ Late آئے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- آپ۔ لے لیں۔

میڈم اسپیکر:- وہ لیٹ آئے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- سیکرٹری سے۔ لے لیں۔

میڈم اسپیکر:- میرے علم میں ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- تاکہ جان چھوٹ جائے پھر دوبارہ۔

میڈم اسپیکر:- سردار صاحب میرے علم میں ہے یہ بات 15 تاریخ کو یہ اس کا جواب دیں گے آپ

-238 please

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- OK OK question No 238

☆ 238 سردار عبدالرحمن کھیتراں

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

مالی سال 16-2015 کے میزانیہ میں محکمہ صحت کے لئے کتنی اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں۔ نیز ان تخلیق کردہ

اسامیوں میں سے مختلف اضلاع کے لئے کل کس قدر اسامیاں مختص کی گئی ہیں۔ ضلع وار تفصیل دی جائے؟

وزیر صحت۔

مالی سال 16.2015 میں 447 نئی اسامیاں محکمہ صحت کو مہیا کی گئی مختلف اضلاع کے لئے 410 نئی اسامیاں

مہیا کی گئی اور باقی (37) اسامیاں بے نظیر بھٹو ہسپتال کوئٹہ، ایڈمن سیکرٹریٹ کوئٹہ، سنڈیمن صوبائی ہسپتال کوئٹہ،

بولان میڈیکل کمپلکس ہسپتال کوئٹہ، پیپلر آئی ہسپتال کوئٹہ، شیخ خلیفہ بن زید ہسپتال کوئٹہ کیلئے رکھی گئی ہیں اور مختلف

اضلاع کو دی گئی نئی اسامیوں کی تفصیل ضخیم ہے اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

رحمت علی صالح بلوچ (وزیر محکمہ صحت)۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ جی۔

میڈم اسپیکر:- کوئی supplementary

سردار عبدالرحمن کھیتراں:- میڈم اسپیکر یہ زراء منسٹر صاحب اس question کو پڑھ لے میں نے جو

پوچھا ہے مالی سال 2016-2015 کے میزانیہ میں محکمہ صحت کے لیے کتنی آسامیاں تخلیق کی گئی ہیں نیز ان

تخلیق کردہ اسامیوں میں سے مختلف اضلاع کے لیے کل کس قدر اسامیاں مختص کی گئی ہیں ضلع وار تفصیل دی

جائے۔ یہ جو جواب آ رہا ہے یہ تفصیل اجارہ جات، ضلع وار نئے پر کردہ اسامیوں کی تعداد برائے مالی سال

2015-16 2014-15 کا تو اس میں کوئی جواب ہی نہیں ہیں اس میں۔

رحمت علی صالح بلوچ (وزیر محکمہ صحت):۔ تو اس میں میرے خیال میں۔ کی وجہ ہوگی تو آپ کا واقعی 2015-2016 ہے لیکن ادھر 2014-2015 ہے یہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے شاید۔ ہوگی ہیں لیکن جواب آپ کا۔ جو سوال آپ نے کیا ہے جواب یہی ہے جو دیا ہے۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:۔ کہ یہ 2015-2016 کی ہے۔ اچھا ٹھیک ہے ٹھیک ہے آپ اس میں یہ جواب دے رہے ہیں کہ 447 نئی اسامیاں محکمہ صحت کو مہیا کی گئی مختلف اضلاع کے لیے 410 نئی اسامیاں باقی 37 اسامیاں بینظیر ہسپتال کوئٹہ، ایڈمن سیکرٹریٹ، سنڈیمن ہسپتال وغیرہ وغیرہ اس میں جو اضلاع میں تقسیم کی گئی ہیں میڈم اسپیکر وہ بڑی ہے ایک تو اس کا 36 page No پر میڈم اسپیکر آپ دیکھ لیں یہ جو اضلاع وار تفصیل دی ہیں اس کا ٹوٹل 454 بن رہا ہے 454 یہ جو۔ آئی ہوئی ہیں۔

میڈم اسپیکر:۔ جی بالکل۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:۔ یہ باقی بینظیر ہسپتال وغیرہ کو چھوڑ کر 454 جب کہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس 410 نئی اسامیاں ہیں 144 اسامیاں اس میں پتہ نہیں اس میں کہا سے آگئی ایک بات نوٹ کر لیں منسٹر صاحب اور ٹوٹل یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس 1447 اسامیاں نئی آئی ہیں جب کہ یہاں پر جو انہوں نے۔ دی ہیں میڈم اسپیکر وہ 1086 کی۔ ہیں تھوڑی سے منسٹر صاحب اس کی وضاحت فرمائیں گے آپ۔

رحمت علی صالح بلوچ (وزیر محکمہ صحت):۔ دیکھیں اس میں جو نئی اسامیاں جو دی گئی ہیں اس میں کچھ پرانے شامل کیا گیا ہے ٹوٹل دیا گیا ہیں آپ نے جس سال کا پوچھا ہے اس سال کے 447 ہیں لیکن اس میں جو۔ پڑے ہوئے ہیں اس کے ساتھ یہ ٹوٹل دیا گیا ہے کہ اتنے۔۔ ہیں کیونکہ کچھ پہلے والے ہیں پڑ نہیں ہوئے ہیں ابھی تک۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:۔ منسٹر صاحب آپ شاید تھوڑا سا غور سے اس کے تفصیل میں جائے آپ فرما رہے ہیں تفصیل ادارہ جات، ضلع وار نئے پڑکدہ اسامیوں کی تعداد۔ نئی new کی بات ہو رہی ہیں یہ previous years کی بات نہیں ہو رہی ہیں کہ 2012-2013-2014-2015-2016 2013 اس کی بات ہی نہیں ہو رہی ہیں۔

رحمت علی صالح بلوچ (وزیر محکمہ صحت):۔ صحیح ہے۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:۔ یہ آپ میرا خیال ہے آپ زراء چیک کرائیں کوئی ادھر سے اگر سیکرٹری

صاحب بیٹھے ہیں ہیلتھ کے۔ کیا ہے کیا پوزیشن ہے۔

رحمت علی صالح بلوچ (وزیر محکمہ صحت):۔ نہیں سردار صاحب آپ کو 2015-2016 کا چاہیں آپ اسی طرح مجھے ضمنی question کریں اگر آپ ایسے جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو ہم دوبارہ آپ کا جواب دیں گے۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:۔ جی مہربانی کر کے اس کا دو چیزیں نوٹ کر لیں please اچھا میڈم اسپیکر with due apologies اس میں دو تین چیزیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ آپ نے اس میں جواب میں لکھا ہے کہ gazetted اور non gazetted اس کی بھی وضاحت فرمائیں گے کہ۔ کونسی اور gazetted کونسی non gazetted تاکہ آگے چلیں۔

میر رحمت صالح بلوچ (وزیر صحت):۔ آپ کو پتہ ہے سردار صاحب۔ وہ 16 گریڈ ہے وہ۔ ہے۔ تو اس کے نیچے والے۔ ہیں نا۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:۔ ٹھیک ہے ہو گیا اچھا اس میں میڈم اسپیکر دل چسپ بات یہ ہے کہ اسامیاں ہم بھی مان لیتے ہیں فلحال۔ باقی تو یہ تفصیلاً 15 تاریخ کو جواب دیں گے ہم 410 کو مان لیتے ہیں اس کی تقسیم ایک عجیب تقسیم ہے میڈم اسپیکر کونٹہ کو میں۔ میں۔ تو چلو ڈاکٹر ہے۔ آجائیں گے یا جو بھی سلسلہ ہوگا میں۔ کی طرف جاتا ہے جو۔ مطلب میڈیکل ٹیکنیشن وغیرہ وغیرہ چپڑاسی، چوکیدار یہ وہ۔ کونٹہ سب سے بڑا اضلاع ہیں اس کو 6 دی گئی ہیں آواران کو 13 ڈیرہ بگٹی کو 19 گوادر کو 4 جعفر آباد کو 8 کچی کو 4 قلات کو 77 non gazetted 77 پوسٹیں دی گئی ہیں gazetted کے ساتھ ملا کر 90 پوسٹ قلات کو دی گئی ہیں خاران 12 خضدار 11 کو بلو 30 لورالائی 39 موسیٰ خیل غریب کو 7 مستونگ غریب کو 10 نصیر آباد کی پاپولیشن میڈم اسپیکر اس ایوان سے ڈکھی چھپی نہیں ہیں اس بیچارے کو صرف 3 نوشکی کو 22 پشین کو 6 پنجگور کو پھر 34 اور gazetted کے ساتھ ملا کر 45 قلعہ عبداللہ 2 پتہ نہیں قلعہ عبداللہ کی کتنی آبادی ہیں اس بیچارے کو 2 قلعہ سیف اللہ کو 3 ہاں آپ قلات کو اور اس کی آبادی ایک دوسرے کے ساتھ میچ کر لیں جی۔ شیرانی کو 2 پھر ایک تربت ڈاکٹر صاحب کے حلقے کو 55 واشک کو 17 جو میرا خیال ہے یہ واشک اور خاران بلوچستان کا ایک دہائی حصہ بن رہا ہے 26 اضلاع میں دی گئی ہیں 16 اضلاع ہم لوگوں کے غریب بارکھان وغیرہ وغیرہ non gazetted class 4 کی کوئی غریب ہوگا کوئی چپڑاسی یا کوئی چوکیدار یا کوئی نرسنگ اردلی یا کوئی میڈیکل ٹیکنیشن کچھ بھی نہیں ہے۔ زیرو ہے۔

میڈم اسپیکر:- سردار صاحب اگر آپ اس پر غور کریں نیچے بھی پڑھیں اور اس میں ٹوٹل کی بات انہوں نے سارے کوئٹہ ہی کی ہے۔ کیے ہوئے ہیں یہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہیں۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- نہیں کوئٹہ کی تو بڑے بڑے ہسپتالوں میں proper کوئٹہ کی بات نہیں کر رہا ہوں میں باقی اضلاع کی بات رہا ہوں کوئٹہ تو پھر ٹھیک ہے وہ بینظیر ہسپتال 6 ہیں ایڈمن سیکرٹریٹ 1 ہے سول ہسپتال کوئٹہ۔ سینٹر 138 ہیں بولان میڈیکل کمپلکس۔

میڈم اسپیکر:- نہیں یہ تھوڑا سا میں یہ بتانا چاہتی تھی کہ یہ تھوڑا سا confusing ہے کہ کوئٹہ کے آپ نے یہاں پر ویسے الگ سے بھی دیا اور پھر اس کے بعد آپ نے سارے hospitals کو الگ address کیا تو یہ جواب کافی confusing ہے تھوڑا سا اس میں سمجھ نہیں آ رہی ہیں۔

رحمت علی صالح بلوچ (وزیر محکمہ صحت):- جی میڈم۔ نہیں ہے ایک confusing ہے ہمارے ان کے نام دیئے ہیں جو ڈسٹرکٹ لیول پر جو ڈی ایچ او ان کو bifurcate کرتا ہے وہ الگ پوسٹ ہیں ان میں شمار نہیں ہوتی ہیں دوسری بات یہ ہے کہ میرے محترم۔

میڈم اسپیکر:- نہیں آپ نے اس کو tital اور tital دیا ہوا ہے ناں او tital کے بعد آپ ایک ہی لائن سے چل رہے ہیں پھر آپ نے اس کو یہ الگ نہیں کیا کہ یہ کوئٹہ الگ ہے اور وہ الگ ہیں آپ نے پہلی لائن سے جو چل رہے ہیں اسی ترتیب سے وہ سارا چل رہا ہے اگر یہ explain ہو جاتا یہاں تو پڑھنے والے کو آسانی ہوتی۔

وزیر صحت:- ہاں ہاں وہ تو خیر ڈیپارٹمنٹ نے لکھا ہے باقی سردار صاحب محترم ہے میرے لیے اس کو میں زراء گوش گزار کروں یہ نہ بندر بانٹ ہے نہ تقسیم ہے یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نہیں کرتا ہے دیکھیں ہمیں ہر ضلع سے جو SNE ڈیمانڈ آتی ہیں پھر فننس approval دیتا ہے جو۔ دیتی ہیں ہم نے یہاں پر آپ کو سارا تفصیل دے دیئے ہیں سیدھا سیدھا۔ نہ کوئی چیز چھپا لیا ہے کیونکہ جن ضلعوں سے ڈیمانڈ آتا ہے ابھی 15 تاریخ کو سیکرٹری فننس صاحب کہہ رہے تھے کہ ہم نے اتنی ڈیمانڈ مانگے تمام ضلعوں سے۔ تمام ڈیپارٹمنٹ سے۔ ابھی میرے اگر ایگریکچر آفیسر یا ڈائریکٹر وہاں سے ڈیمانڈ نہیں بھیجتا ہے تو سردار صاحب کا تو قصور نہیں ہوگا تو میرے ضلعی آفیسر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ڈیمانڈ کو بھیج دیں پھر۔ یہاں سے دے گا تو جو فننس نے منظوری دی ہے جن اضلاع کے لیے جو ڈیمانڈ گئے ہیں اسی طرح۔ ہوا ہے۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- میڈم اسپیکر میں۔ رحمت بلوچ کو نہیں دے رہا ہوں بالکل بھی نہیں دے رہا

ہوں میرا۔ کیونکہ یہ اس کا ڈیپارٹمنٹ ہے جو اب کا یہ پابند ہیں میں حیرت، حیرت ناک بات جو کر رہا ہوں وہ جہاں پر وہ فرما رہے ہیں فنائس کی بات کر رہا ہے وہ اور دوسری بات یہ کر رہے ہیں کہ جہاں سے ڈیمانڈ آئیں گی۔ کہہ دیں یہ معزز ایوان کو سب کو کہہ دیں کہ جی جتنی ڈیمانڈ آپ دیں گے ہم اتنی پوسٹیں ڈال دیں گے۔ وزیر صحت:- نہیں یہ شرائط نہیں ہے سردار صاحب۔ آپ کے پاس جتنے علم کے انسٹیٹیوٹ ہے جہاں۔ ہے اسی کے مطابق ہوگا بس۔ ابھی جہاں پانچ پوسٹوں کی ضرورت ہیں ادھر 500 تو نہیں ہوگا۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- انشاء اللہ۔ میں میں۔ پوچھ رہا ہوں ایک بڑا interesting آئیگا وہ انشاء اللہ آج میں اس کو put کر رہا ہوں وہ next session میں آجائیگا میڈم اسپیکر ہمارے سی ایم صاحب نے سی ایم نے مہربانی کی ہے انہوں نے کہا کہ ہم ان پوسٹوں کو تمام کو دوبارہ دیکھیں گے اور اس کی تقسیم ہم نے سرے سے کریں گے میڈم اسپیکر کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ ایک ایک ڈسٹرکٹ کو 90 پوسٹ دی جائیں اور ایک کو اس کی وہاں پر سارے میرا خیال ہے میں اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کرتا ہوں میرے بارکھان میں۔ میں شکر یہ ادا کرتا ہوں منسٹر ہیلتھ کا کہ اس نے اتنے میڈیسن، ڈاکٹر اور اتنی ویکسینیشن کیا ہے کہ وہاں پر کوئی مریض نہیں ہیں اور کوئی ڈیمانڈ ہی نہیں ہیں لوگوں کی۔ کہ نئی ڈسپینسری یا سلسلہ یا یہ wellcome CM صاحب عرض ہے کہ۔ بیٹھ کر وہ بادشاہ ہے وہ جتنے اپنے پوسٹیں ڈالتا جائیں ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے کہ اپنے ڈسٹرکٹ میں کتنے لے جا رہا ہے لیکن باقی بھی اسی بلوچستان کا حصہ ہیں میڈم اسپیکر۔ باقی بھی اسی بلوچستان کا حصہ ہے میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر:- آپ اسکے جواب سے مطمئن نہیں ہیں؟

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- ایک ڈسٹرکٹ کو ایک پوسٹ نہ ملے اور ایک ڈسٹرکٹ کو 90 پوسٹیں ملیں یہ زیادتی نہیں ہے؟

میڈم اسپیکر:- تو یہ آپ اسکے جواب سے مطمئن نہیں ہے؟

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- بالکل بھی میں مطمئن نہیں ہوں۔ اور شکر ہے کہ C.M صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ میں C.M صاحب کی توجہ اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

قائد ایوان:- اسکو دوش دیں ناں۔ مولانا واسع صاحب نے مجھے وہاں روک کر رکھا ہوا تھا۔ میں معذرت چاہتا ہوں۔

میڈم اسپیکر:- نہیں نواب صاحب۔ آپ کو welcome کہتے ہیں۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- یہ Health کی پوسٹوں کی بات چل رہی ہے۔

قائد ایوان:- مولانا صاحب وہاں آئے ہوئے تھے اپوزیشن لیڈر تھے۔ پھر آپ کے پارٹی کے جنرل سیکرٹری کو وہ لیکر آئے تھے۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- C.M صاحب اُس بارے میں نہیں۔ ہم نے آپ کی غیر موجودگی میں گزارش کی ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ جتنی بھی پوسٹیں distribute ہوئی ہیں۔ ہم اُنکی نئے سرے سے اُسکی distribution کریں گے۔ اب میں یہاں پر توجہ دلائی ہے وزیر صحت کی لیکن انکا قصور نہیں ہے۔ انکے پاس جو آگئی، آگئی۔ یہ Finance کی طرف سے آئے ہیں۔ جناب C.M صاحب آپ Page Number 2 پر دیکھیں سوالات جوابات کے۔ قلات کو 90 پوسٹیں دی گئی ہیں۔ 77 Non gazetted اور بارکھان کو Gazatted نہ Non Gazatted۔ ایک پوسٹ نہیں ہے۔ 6 اضلاع ہے جن میں 1 پوسٹ بھی نہیں ہے۔ جناب تھوڑا سا آپ سُن لیں۔ پھر میں بات کر لیتا ہوں۔ تو اس میں آپ نے فرمایا تھا کہ جس جس Department میں جو بھی پوسٹوں کی تقسیم ہوئی ہیں۔ ہم منصفانہ تقسیم کریں گے اُسکو۔ اب آپ خود دیکھیں کہ کیا انصاف ہے؟ کہ 6 اضلاع میں ایک ایک پوسٹ بھی نہیں ہے۔ ایک ضلعے میں 90 پوسٹیں۔ دوسرے ضلعے میں 36 پوسٹیں۔ تیسرے ضلعے میں 55 پوسٹیں۔ تربت، پنجگور، کچھ اور قلات۔ اب آپ کی انصاف پر ہم چھوڑتے ہیں کہ اُسکو revise ہونی چاہیے یا اس طریقے سے۔ یا جو بھی Finance Minister بنے گا وہ سینکڑوں کے حساب سے، ہزاروں کے حساب سے پوسٹیں لے جائیں۔ اور باقی اضلاع کو جو ہے کچھ نہ ملے۔ Minister Health فرما رہے ہیں کہ جی جو demand آتی ہے districts سے ہم وہ کریں گے۔ demand تو ہم بھی دے سکتے ہیں۔

وزیر صحت:- سردار صاحب ایک بات clear ہو کہ Health department نہیں کرتا ہے۔ ہم finance کو بھیجتے ہیں۔ ہر ڈیپارٹمنٹ۔ آپ کو پتہ ہے آپ senior parliamentarian ہو آپ کو پتہ ہے۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- آپ کو دوش نہیں دے رہا ہوں۔ آپکا کوئی رول نہیں ہے۔ چونکہ Health سے related ہے۔ کیا سب Finance نے۔ اگر لانگو صاحب ہوتے تو وہ بہتر جواب دے سکتے تھے کہ کیوں ایسا ہوا ہے۔

وزیر صحت:- تو آپ finance میں ایک اور Question submit کریں۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- نہیں Finance میں تو ایک Question آ رہا ہے انشاء اللہ۔ اس میں

تھوڑا سا دیکھیں۔ اور یہ 15 تاریخ کو پہلا بھی defer ہو گیا ہے۔ وہ تو جون میں ہو گا جناب " کون جیتا ہے تیرے زلف کے سحر ہونے تک "

میڈم اسپیکر:- سردار صاحب ایسا کرتے ہیں کہ اس Question کا جواب 15 فروری تک کیلئے، پوری تیاری کے ساتھ۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- دونوں 15 فروری کیلئے رکھ لیں۔ تاکہ وہ Minister Finance بھی آجائیگا۔ تو تھوڑا سا بہتر جواب دیگا۔

میڈم اسپیکر:- جی ہاں۔ رحمت صاحب! آپ تشریف نہیں لائے تھے۔

وزیر صحت:- میں نے جواب دیا۔ department نے پوری تفصیل دی ہے۔ ابھی دوبارہ اس سوال کو۔۔ پرانا میرے خیال میں تھک نہیں بنتا ہے۔

میڈم اسپیکر:- ابھی آپ نے بھی کہا کہ میں اسکو تفصیلی جواب دوں گا۔ کیونکہ آپ سے۔۔۔۔۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- رحمت صاحب آپ کیوں میرے question کو رد کرتے ہیں۔

وزیر صحت:- اُس سے سوال کیا ہے نا۔ اگر اس جواب سے مطمئن نہیں ہے وہ Fresh Question move کریں۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- نہیں میں تو مطمئن، پھر اگر آپ legalities میں جاتے ہیں تو پھر 454

پوسٹیں ہیں۔ یہ 410 بتا رہے ہیں۔ 40, 50 پوسٹیں کہاں سے بھر گئی؟ یہ پھر آپ 15, 2014 کو bifurcate کر کے لے آئیں۔ 15, 16 کو علیحدہ کر کے لے آئیں۔ اُس کی detail مجھے دیں۔

وزیر صحت:- میڈم آپ کی آواز نہیں آرہی ہے۔

میڈم اسپیکر:- سردار صاحب ایک منٹ۔ رحمت آپ نے جیسے کہا ناں کہ یہ confusion ہے 410

اُدھر ہے۔ اور وہاں پر بالکل total الگ آرہا ہے۔ تو میرے خیال میں آپ 15 تاریخ کیلئے اسکو defer کر لیں۔ آپ 15 تاریخ کو اسکا تفصیلی جواب دیں۔

وزیر صحت:- آپ chair ہے۔ آپ جو رولنگ دیں گے ہم عمل کریں گے۔

سردار عبدالرحمن کیتھراں:- آپ رولنگ دے رہی ہیں ٹھیک ہے۔

وزیر صحت:- آپ رولنگ دیں۔ ہم implement کریں گے۔

میڈم اسپیکر:- جی میں رولنگ دیتی ہوں۔ 15 تاریخ کیلئے آپ اسکی تفصیلی جواب دیں۔ کیونکہ یہ مجھے

بھی سمجھ نہیں آرہی۔ میرے خیال میں باقی ممبرز کو بھی سمجھ نہیں آرہی۔ کیونکہ اسکے ٹوٹل میں کافی change ہے اور confusion ہے۔ تو آپ kindly اگر 15 تاریخ کو اسکو تسلی سے جواب دیں۔ کیونکہ آپکا یہ Question میں دیری ہوگئی۔ آپکا یہ Question ابھی پڑا بھی ہوا ہے۔ تو اچھا ہے وہ دونوں کی تفصیلاً جواب آجائے۔ Thank you۔ انجینئر زمر خان اچکزئی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 247 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی:- Question 247۔

وزیر صحت:- جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

انجینئر زمر خان اچکزئی:- میڈم اسپیکر اس میں کوئی تفصیل دی ہوئی ہے۔ یہ بھی تقریباً سردار صاحب کے Question سے related ہے۔ اس میں میں وہی دوبارہ repeat کرنا چاہتا ہوں کہ جو Page Number 3 پر ہے۔ تقریباً 1086 پوسٹیں ٹوٹل آئی ہوئی ہے۔ اس میں قلعہ عبداللہ کو صرف 4 پوسٹیں ملی ہوئی ہے۔ جو ہمارا ایک بہت بڑا ڈسٹرکٹ ہے۔ اس میں Gazated تو ایک بھی نہیں ہے۔۔۔ آوازیں۔۔۔ آپ page 3 پر آجائیں۔ قلعہ عبداللہ میں Gazated کوئی پوسٹ نہیں ہے۔ اور اس میں جو Non-Gazatted ہے وہ 2 ہے۔ اور 2 Total post۔ بس ٹوٹل 4 بھی نہیں ہے 2-sorry۔ پوسٹ دیئے ہوئے ہیں۔ Gazated ہے ہی نہیں۔ 2 Non Gazated ہے۔

میڈم اسپیکر:- آپ کس Page Number سے پڑھ رہے ہیں؟

انجینئر زمر خان اچکزئی:- Page Number 3 جو یہاں پر ہے۔

میڈم اسپیکر:- 64؟

انجینئر زمر خان اچکزئی:- page 3۔ اس میں لکھا ہوا ہے۔ Question 238 کے بعد جو next page ہے۔ آپ اس پر آجائیں۔ اور ایک میں Minister Health سے یہ request کرتا ہوں کہ ہمارے قلعہ عبداللہ ڈسٹرکٹ میں ایسی BHU's اور RFC's ابھی تک موجود ہے۔ اس کے ایسے نہیں جب بیچتے ہیں تو health department کی ذمہ داری ہوتی ہے، انکی responsibility ہوتی ہے کہ وہی بیچ دیتے ہیں۔ next جو وہ پھر finance کے پاس جاتے ہیں۔ ابھی تک وہاں پر جو District health officers ہیں وہ بیچتے ہیں اور یہاں سے پھر انکو یہی پر رکھ لیتے ہیں۔ ابھی 4 سال ہو گئے Minister Health صاحب اگر آپ کی توجہ میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ تھوڑا سا اس پر work کر لیں۔ اب جتنی بھی BHU's ہیں وہ سارے کھنڈرات میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ اور وہاں پر نہ کھڑکی ہے نہ دروازیں ہیں۔ اس

لیئے کہ نہ وہاں چوکیدار ہے نہ کچھ ہے۔ اور یہی ہے کہ ہمیں 1100 پوسٹوں میں سے صرف 2 پوسٹ قلعہ عبداللہ کول رہے ہیں۔

وزیر صحت:- جناب آپ BHU's کا بول رہے ہو یا DHQ کا؟

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- BHU, RHC جتنے بھی ہیں سب کی میں نے بات ہے۔

وزیر صحت:- BHU directly PPHI کے under ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- کس کے؟

وزیر صحت:- وہ الگ سا پروگرام ہے۔ اُسکے under ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- یہ جو آپ نے تفصیل دی ہوئی ہے کہ قلعہ عبداللہ میں 2 آسامیاں مہیا کی گئی ہے۔ آپ کی طرف سے یہ Answer آیا ہوا ہے۔

وزیر صحت:- ہاں۔ ہاں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- تو ابھی میں آپ سے ہی کر رہا ہوں سوال۔ مجھے تو ابھی آپ کے branches کا پتہ نہیں۔

وزیر صحت:- خان صاحب اسکا یہی جواب ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا اس پر ڈیمانڈ۔ جو حلقے ڈیمانڈ کرتے ہیں ہم اسی طرح دیتے ہیں، بھیجتے ہیں finance کو۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- نہیں نہیں demand میں نہیں کر سکتا ہوں۔ demand آپ کی department نے کرنا ہے۔

وزیر صحت:- نہیں، District health officer دیکھیں ناں ہمارے under BHQ

and REC آتی ہے۔ BHU direct PPHI کے under ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو آپکا

district health officer demand بھیجتا ہے۔ ہم اس کو forward کرتے ہیں Finance سے ہوتا ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- ابھی تک finance تک پہنچا ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔

وزیر صحت:- نہیں۔ ہمیں پہنچے تو ہم بھیج دیں گے آگے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- منگوا لیں۔ جو بھی ہے۔ دیکھیں یہ آپکا ہے منگوا لیں۔

وزیر صحت:- ہم منگوا لیتے ہیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی:- قلعہ عبداللہ ڈسٹرکٹ میں جتنی بھی آپ انکی تفصیل اگر منگوادیں۔ میں یہ آپکو کہہ رہا ہوں۔ جتنی بھی BHU's اگر accessories موجود ہیں۔ جو بھی آپکا department ہے۔ جو sub branches میں تقسیم ہوا ہے۔ ان سے آپ کہہ دیں کہ پورے بلوچستان میں جتنی بھی موجود ہیں۔ اور یہ صرف قلعہ عبداللہ کو 1100 پوسٹوں میں 2 پوسٹیں ملے ہوئے ہیں۔ اس کیلئے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ next ہماری جون میں جو next posts آئیں گے۔ کم از کم اُس میں قلعہ عبداللہ ڈسٹرکٹ کا جو ہے اُس کا خیال رکھا جائے۔

وزیر صحت:- انشاء اللہ۔

میڈم اسپیکر:- انجینئر زمر خان اچکزئی صاحب اپنا سوال نمبر 248 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی:- Question Number 248

وزیر صحت:- جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 248 انجینئر زمر خان 9 نومبر 2015 کا مؤخر شدہ

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرما ہیں گے کہ ضلع قلعہ عبداللہ بشمول ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں تعینات ڈاکٹروں کی کل تعداد کتنی ہے۔ انکے نام گریڈ اور جائے تعیناتی کی تفصیل دی جائے نیز کیا درست ہے متعدد ڈاکٹر زاکٹر اپنی جائے تعیناتی سے غیر حاضر پائے جاتے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ڈاکٹروں کے خلاف اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو بتلائی جائے۔

وزیر صحت:-

ضلع قلعہ عبداللہ بشمول ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں تعینات (B-17) ڈاکٹروں کی کل تعداد انکے نام بمعہ ولدیت اور تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔ 31 میڈیکل آفیسرز کام کر رہے ہیں۔ کوئی بھی غیر حاضر نہیں اور تقریباً 44 ڈاکٹروں کی پوسٹیں خالی ہیں۔ جس پر کسی بھی ڈاکٹر کی تعیناتی کے آرڈر نہیں ہوئے ہیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی:- اس میں میرا صرف اتنا جو ضمنی Question کرنا چاہتا ہوں کہ میڈم اسپیکر صاحبہ! اُس میں یہ ہے کہ جتنی بھی انہوں نے کہا ہے کہ کوئی غیر حاضر نہیں ہے ابھی تک کوئی بھی ڈاکٹر۔ میرے گاؤں میں جو RHC's ہے اُس میں تو میرے خیال سے 3 سال میں کوئی ڈاکٹر دیکھا ہی نہیں ہے۔ تو kindly وزیر صاحب سے، 247 ڈاکٹر صاحب ہو گیا۔

میڈم اسپیکر:- آپ نے سوال کر لیا زمرک صاحب؟

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- تو اس میں یہی ہے کہ کم از کم اُنکو پابند کیا جائے کہ جو بھی ڈاکٹر ہوتے ہیں وہ حاضری دیں۔ میں ڈھائی، تین سال میں اگر آپ، میں جو اپنے گاؤں کا، مجھے ابھی تک پتہ ہے کہ میرے حلقے میں یہ 4,5 ہیں۔ اُس میں کوئی ڈاکٹر کی appointment order ہوئی ہے لیکن وہ ڈیوٹیوں پر حاضر نہیں ہوتے ہیں۔ اُنکو پابند کیا جائے۔ جتنے بھی مریض ہوتے ہیں یا جتنے بھی ہمارے مریض ہوتے ہیں کوئی آنے تک اُنکو مشکلات ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُنکی death بھی ہو جاتی ہے۔ اور اسی وجہ سے ڈاکٹر جو ہے کوئیٹے میں بیٹھے ہوتے ہیں اور اپنی تنخواہیں لیتے ہیں۔ اور وہ جو remote area ہے اُس میں کوئی ڈیوٹی نہیں کرتا ہے۔ تو اُن کیلئے کوئی آپ پالیسی بنالیں۔ جو بھی ڈیوٹی نہیں کرتا ہے کم از کم اُنکی تنخواہیں بند کریں۔ کوئی طریقہ اُن کیلئے اپنائیں۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے آپ سے۔

وزیر صحت:- میڈم تھوڑا اس بات کی وضاحت کروں۔ میرے خیال میں یہ پورے بلوچستان کی تاریخ میں اس گورنمنٹ نے جتنے ڈاکٹروں کو terminate کیا ہے۔ میں تفصیل خان صاحب کو دیدونگا۔ کبھی بھی اتنے ڈاکٹر terminate نہیں ہوئے ہیں۔ شوکار نہیں ہوئے ہیں۔ salary بند نہیں ہوا ہے۔ اور ہم نے تو جس challenge کو face کیا ہے۔ وہ absentees ہیں جس طرح خان صاحب کہہ رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس گورنمنٹ کے پہلے سال میں 15 ڈاکٹر قلعہ عبداللہ کے بیک قلم جمبش معطل ہوئے تھے۔ جو کارروائی کی تھی گورنمنٹ نے۔ اُس کے بعد ہمیں جہاں شکایت ملی تھیں ہم نے کارروائی کی ہے۔ آج بھی میں اُسکو کہتا ہوں مجھے return میں کل لیٹر بھیج دیں کہ اُسکے ڈاکٹر غیر حاضر ہیں۔ اچھا جو غیر حاضر ہیں ڈاکٹر۔ میں بالکل اُنکے خلاف کارروائی کرونگا۔ کیونکہ اُنکی ذمہ داری ہوتی ہے وہاں services دیں لوگوں کو۔ اور دوسری ایک بات ہے کہ ذمہ دار فلور پر نہیں کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ مشکلات یہی ہے کہ سیاسی مداخلت ہے۔۔۔ ڈیسک بجائے گئے۔۔۔ ایک ڈاکٹر کے خلاف کارروائی کرو۔ پانچ ایم پی ایز آتے ہیں پیچھے۔ اچھا بہت سے دوست ہے ہمارے۔ میں نہیں چھپاتا ہوں۔ اچھا وہی ایم پی اے کہتا ہے کہ اسکا transfer کرو آپ نے نہیں کی تو میرے انا کا مسئلہ ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تمام اپنے حلقوں میں باقاعدہ ڈاکٹروں کی سفارش نہیں کریں۔۔۔ آوازیں۔۔۔ نہیں صاحب نام نہیں لے رہا۔ نام لینے کی ضرورت نہیں تھی۔

میڈم اسپیکر:- آپ کی وضاحت آگئی۔

وزیر صحت:- بلکہ آپ کے شکایات تھیں۔ تمام نمائندوں کی شکایت پر ہم کارروائی ڈال دیں گے جہاں پر جو

غیر حاضر ہیں۔ یہ میں ensure کرتا ہوں اس فلور کو۔

میڈم اسپیکر:۔ Thank you کی وضاحت آگئی۔ ابھی مورخہ 9 فروری 2016 کے اجلاس میں موخر شدہ سوالات انجینئر زمر خان اچکزئی صاحب اپنا سوال نمبر 181 دریافت فرمائیں۔ آوازیں۔۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی ڈی اے):۔ میڈم اسپیکر! میڈم اسپیکر:۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

(وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی ڈی اے، کیو ڈی اے، بی سی ڈی اے):۔ میں مشکور ہوں Health Minister صاحب کا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے قلعہ عبداللہ خاص کرچن تحصیل کے 14 ڈاکٹروں کو معطل کیا تھا۔ تو میں نے ڈاکٹر مالک کاشمیریہ ادا اور میرے خیال میں میں نے ڈاکٹر کو کسی کی بھی سفارش نہیں کیں۔ ڈیسک بجائے گئے۔۔

میڈم اسپیکر:۔ Thank you۔ جی زمر خان اچکزئی۔

انجینئر زمر خان اچکزئی:۔ Question-181

میڈم اسپیکر:۔ وزیر تعلیم تشریف نہیں رکھتے۔ تو دوسرا سوال بھی میں پڑھ لیتی ہوں۔ انجینئر زمر خان اچکزئی صاحب اپنا سوال نمبر 185 دریافت فرمائیں۔ تاکہ میں دونوں کو ایک ساتھ ہی نمٹا دوں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی:۔ Question-185

میڈم اسپیکر:۔ چونکہ وزیر تعلیم رخصت پر ہیں۔ تو میرے خیال میں اسکوا گلے اجلاس کیلئے زمر خان موخر کرتے ہیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی:۔ نہیں آپ اسکوا گلے اجلاس کیلئے نہیں اگلے سیشن کیلئے موخر کر دو۔ میں دو دن چھٹی پر جا رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر:۔ جی میرا مطلب یہی تھا اگلے سیشن کیلئے۔ یعنی 15 تاریخ کیلئے نہیں۔ اگلے جب next month میں ہوگا تو اسی کیلئے۔ اگلے اجلاس کیلئے جو سوالات ہیں انکو موخر کیا جاتا ہے۔ انجینئر زمر خان اچکزئی صاحب اپنا سوال نمبر 199 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی:۔ Question-199

مورخہ 8 جنوری 2016ء کو موخر شدہ

☆ 199 انجینئر زمر خان

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 2014-15 کے PSDP میں مختلف اضلاع کو دیئے گئے سڑکوں/روڈز کی کل تعداد کس قدر ہے اور ان کیلئے کس قدر فنڈ مختص کیا گیا ہے ضلع وار تفصیل دی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات

جواب ضخیم ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میڈم اسپیکر۔ نواب صاحب میرے خیال میں یہ جو سوال ہے یہ محکمہ سوالات و تعمیرات کے حوالے سے ہے۔ نواب صاحب! یہ انجینئر زمرک خان صاحب کا سوال نمبر 199 جو ہے وہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کے حوالے سے ہے۔ تو اگر آپ اس کا جواب دینا ہے۔ کیونکہ اس وقت اُنکا کوئی وزیر نہیں ہے۔

قائد ایوان:- Question No.199 پڑھا ہوا تصوّر کیا جائے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- اس میں میڈم اسپیکر جواب ضخیم ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔ آخری اجلاس میں بھی ہم نے یہی کہا کہ جو Question کرنے والے جو ممبر ہیں / محرک اُسکو کم از کم یہاں پر اُنکو مہیا کیا جائے۔ ابھی اسمبلی میں ہمیں پتہ نہیں یہاں ملتا ہے یا نہیں ملتا ہے۔ لیکن وہ تفصیل دی ہوئی ہے۔ تو ہم پڑھ کر پھر۔۔۔

میڈم اسپیکر:- آپ مطمئن ہیں اس سے؟ آپ کو جواب مل گیا ہے اسکا۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- مطمئن ہوں تو وہ تفصیل دی ہے۔ تو بس ٹھیک ہے مطمئن ہوں۔ لیکن یہ کم از کم ہمیں، میں تو ابھی تک اُسکو study نہیں کیا ہے کہ اُس میں کیا ہے۔

میڈم اسپیکر:- ٹھیک ہے OK۔ شکر یہ سوالات نمٹا دیئے گئے ہیں۔

قائد ایوان:- میں اسپیکر صاحبہ آپکو، سیکرٹری صاحب کو کہتا ہوں آپکو provide

کر دیں گے۔ ٹھیک ہے؟ اب مطمئن ہو آپ۔

میڈم اسپیکر:- ٹھیک ہے۔ وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

سیکرٹری اسمبلی:- نواب چنگیز مری صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کراچی جانے کی وجہ سے آج

مورخہ 12 فروری 2016 تا 18 فروری 2016 کی نشستوں میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کیجائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- جناب جعفر خان مندوخیل صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بناء آج

کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کیجائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی:- سردار رضا محمد بڑتیج صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کراچی جانے کی بناء آج مورخہ 12 فروری اور 15 فروری کے نشستوں میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کیجائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی:- حاجی محمد اسلام صاحب نے کونٹہ سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کیجائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی:- میر ماجد اہڑو صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کیجائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی:- جناب منظور احمد خان کاکڑ صاحب نے نجی مصروفیات کیوجہ سے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر:- رحمت صاحب Please ڈسپلن کا خیال رکھیں۔ سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کیجائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- نوازادہ طارق مگسی صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کیجائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی:- میر حمل کلمتی صاحب نے اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر جانے کی وجہ سے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کیجائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی:- میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب نے کراچی جانے کی بناء آج مورخہ 12 فروری 2016 تا 18 فروری 2016 کی نشستوں میں سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کیجائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- میر ہزار خان کھوسہ صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی سفارش کی ہے۔

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کیجائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- محترمہ حسن بانو صاحبہ نے اپنی علاج کی غرض سے کراچی جانے کی بناء آج مورخہ 12

فروری 2016 تا 18 فروری 2016 کی نشستوں سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کیجائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

محترمہ یاسمین لہڑی صاحبہ رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی تحریک التواء نمبر 2 پیش کریں۔

یاسمین لہڑی:- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میں اسمبلی قواعد و انضباط کار مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت

ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتی ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ A.P.S پشاور اور باچا خان یونیورسٹی چارسدہ کے علاوہ

ملک کے دیگر صوبوں بشمول بلوچستان میں متواتر دہشتگردانہ کارروائیوں کے باعث تمام تعلیمی اداروں کی سیکورٹی

ایک لمحہ فکر یہ ہے۔ دیگر صوبوں بشمول اسلام آباد میں تعلیمی اداروں کی سیکورٹی کو مؤثر بنانے کیلئے انتظامات کیئے

جارے ہیں۔ جبکہ موسم سرما کی تعطیلات کے بعد صوبے کے سرعلاقوں کے تعلیمی ادارے یکم مارچ سے کھل

جائینگے لیکن اب تک حکومت کی جانب سے سیکورٹی کے سلسلے میں کوئی مؤثر اقدامات اٹھانے کے آثار نظر نہیں

آ رہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

میڈم اسپیکر:- تحریک التواء نمبر 2 پیش ہوئی۔ کیا محترمہ اپنی تحریک التواء نمبر 2 کی feasibility کی

وضاحت فرمائیں گے؟ آپ بولیں۔ آپ ادھر آ جائیں، اس نشست پر۔

محترمہ یاسمین لہڑی:- شکر یہ میڈم اسپیکر۔ میں سمجھتی ہوں جو تحریک التواء میں نے پیش کی ہے۔

میڈم اسپیکر:- میں اراکین سے کہو گی please اس پر توجہ دیں۔ یہ بہت اہم نوعیت کی تحریک التواء

ہے۔ اور آپس میں ذرا گفتگو سے پرہیز کریں۔

محترمہ یاسمین لہڑی:- جو تحریک التواء میں نے پیش کی ہے۔ اُس میں اگر ہمارے معزز اراکین نے

غور کیا ہوگا۔ میرے خیال میں یہ self explanatory ہے۔ بہت ہی اہم نوعیت کی یہ تحریک ہے۔ اس

میں یہ ہے کہ میرے خیال میں پچھلے سیشن میں ہم نے بات کی تھیں۔ خاص طور پر ابھی جو recently واقع

ہوا ہے باچا خان یونیورسٹی کا۔ یونیورسٹی کے حوالے سے اُس میں ہم سمجھتے ہیں کہ چونکہ ابھی موسم سرما کی تعطیلات

ابھی ختم ہو رہے ہیں۔ یکم مارچ سے ہمارے اسکول start ہونگے۔ لیکن ظاہر ہے، مطلب میں یہ نہیں کہتی ہوں

کہ حکومت کی طرف سے اقدامات نہیں کیئے ہوئے۔ ضرور اقدامات اٹھائے ہونگے۔ اس پر تیاری کی ہوئی ہوگی۔ لیکن اگر ہم اس معزز ایوان میں ہم اپنی اُس تیاری کو، اُس پروگرام کو جو کہ ہم نے security plan checkout کیا ہے اپنے Education institutions کیلئے۔ اُس پر اگر ایوان میں بحث ہو۔ تاکہ جو ہمارے باقی اراکین جو کہ اس سے بے خبر ہیں۔ اُنکے نوٹس میں بھی آئیں۔ اور خاص طور پر ہمیں یہاں پر یہ کہو گی کہ جو ہمارے parents ہے وہ بہت زیادہ deprivation کا شکار ہے۔ ہمارے بچے جو بہت زیادہ پریشان ہے۔ مطلب ابھی تو اس نوعیت پر بات آ کر پہنچی ہے کہ parents سوچ رہے ہیں کہ ہم آیاں بچوں کو بچوائیں اسکول، یونیورسٹی، کالج یا نہ بچھوائیں۔ تو اس میں میرے خیال میں ہمیں تھوڑا سا Seriously اسکو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اس ایوان کے اندر جو ہے اسکو بحث کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید ہمارے جو inputs ہے وہ معزز اراکین کی طرف سے ہے۔ تاکہ ہم جو ہے مطلب اپنے بچوں کو ایک safe plan دیں سکیں۔ خاص طور پر یہاں پر ہمارے کچھ vulnerable universities ہیں جناب اسپیکر صاحبہ! میں سمجھتی ہوں کہ مطلب ہمارے جو institutions ہے وہ اتنی زیادہ نہیں ہے کہ جن کیلئے ہم کوئی موثر اقدامات نہ اٹھاسکیں۔ اب پورے بلوچستان کے اندر اگر ہم education institutions کی تعداد دیکھتے ہیں 11 ہزار کے قریب ہمارے پرائمری اسکولز ہیں۔ کوئی 7 سو 63 کے قریب ہمارے مڈل اسکولز ہیں۔ 556 کے قریب ہمارے ہائی اسکولز ہیں۔ اسی طرح سے جو کالجز ہیں۔ میرے خیال میں کوئی 80 کے قریب throu out province جو ہے ہمارے وہ کالجز ہیں۔ اور یونیورسٹیاں آٹھ سے دس کے قریب یونیورسٹیاں ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتی کہ مطلب اتنے زیادہ ہمارے institution ہیں جن کیلئے ہم کوئی موثر اقدامات نہ اٹھاسکیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس چیز کو بھی underestimate نہ کریں۔ ہمارا زیادہ زور جو ہے وہ no doubt جو vulnerable ہمارے کالجز ہیں خاص طور پر کوئٹہ میں گرلز کالج جو کینٹ گرلز کالج ہے۔ SBK ہے۔ اس طرح سے ہمارے یہاں پر بلوچستان یونیورسٹی ہے۔ یاد دوسرے ہمارے اسکولیں ہیں۔ وہ زیادہ vulnerable ہے۔ لیکن اس چیز کو بھی آپ ذہن میں رکھیں۔ جیسے کہ عاشورہ کے وقت پر ہمارا سارا focus جو ہے وہ main cities کی طرف تھا۔ اور ہم نے underestimate کیا تھا۔ اور بھاگ کر ایک چھوٹے سے village میں جا کر خود کش دھماکہ ہو جاتا ہے۔ تو ان سارے context کو جو ہم نے مد نظر رکھ کر ہمارے interior میں ہمارا کیا security plan ہے۔ ڈسٹرکٹ کی سطح پر جو ہے وہ Education Institutions کا کیا plan ہے۔ آیا اُس میں جو ہمارے

short-turm planning یہ ہے کہ ہم اپنے Institutions کو safeguard کرنے کیلئے
 maximum human resource جو ہے human resource کو اگر ہم نے accupy کرنا ہے۔
 Human resource ہم نے اس پر لگانی ہے۔ اور long-term plan یہ ہے کہ مطلب ہم نے اس
 mindset کی نشاندہی کرنی ہے۔ no doubt ایک concenses جو ہے وہ belt ہوا ہے nationwide کہ ہم
 نے اس دہشت گردی کا مقابلہ کرنا ہے۔ جو کہ ہمارا اپنا ہی پیدا کردہ ہے۔ cold war جو کہ
 socialist اور Capitalist ملکوں کے درمیان چل رہی تھی۔ خواجواہ اُس کا حصہ بن کر۔

نصر اللہ زیرے:- میڈم اسپیکر! point of order۔ ایسا ہے کہ کیونکہ محترمہ اسکی موضوعیت پر بول رہی
 ہے۔ اگر اسکو آپ منظور کرادیں۔ اگلے دن ہم اس پر بحث کریں گے۔ چونکہ rules regulation پر بھی
 محترمہ آپ follow کریں۔ اسکی موضوعیت پر بحث کریں تاکہ اس کو admit کیا جاسکیں۔ بعد میں ہم اس
 پر بحث کریں گے۔

میڈم اسپیکر:- ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں۔ نصر اللہ زیرے صاحب! وہ ایک واحد محرکہ تھی۔ اس وجہ
 سے اُنہیں وقت زیادہ دیا گیا۔ ورنہ تین، تین۔ چار، چار محرک ہوتے ہیں تو وہ ہر ایک اپنا بولتا ہے۔
 یاسمین بی بی لہڑی:- میڈم اسپیکر! مطلب اسکو ہمیں اُس حوالے سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔
 میڈم اسپیکر۔ یاسمین صاحبہ! آپ بات کو مختصر کریں۔ جی

محترمہ یاسمین لہڑی۔ Long-term and short-term planning کو ہم دیکھتے
 ہوئے

میڈم اسپیکر:- آپ اسکی اہمیت پر بات کر دیں۔ suggestion بعد میں دیجئے۔
 یاسمین بی بی لہڑی:- خاص طور پر یہ ہے کہ مطلب سرفراز بھائی نے اُس دن بات کی ہے۔ میں بالکل اُس بات
 کو second کرونگی کہ ہم نے یہاں پر صرف ایک دوسرے کو impress کرنے کیلئے تقریری مقابلہ نہیں
 کرنا۔ بلکہ جو causes ہے اسکو ہم نے جو ہے set out کرنا ہے۔ identify کرنا ہے۔ اور اُس کی
 accordingly ہم نے مشاورت جو ہے وہ دینی ہے تاکہ ہم اپنے institutions کو safegurard
 کر سکیں۔ یہ بہت ہی اہم نوعیت کی تحریک ہے۔ اس میں میں سمجھتی ہوں کہ گورنمنٹ اور اپوزیشن ہم سب کی ایک
 Responsibility بنتی ہے کہ ہم اپنے بچوں کو ہم اپنے مستقبل کے لیڈرز کو کس طرح سے محفوظ بنائیں۔ تو
 میں سمجھتی ہوں جو پلان گورنمنٹ نے اگر بنایا ہے وہ یہاں پر discuss ہوتا کہ ہم اُس کو مزید strengthen

کر سکیں۔ Thank you۔

میڈم اسپیکر:- ٹھیک ہے۔ جو اراکین اس تحریک التواء کے حق میں۔۔ آوازیں۔۔ مداخلت۔۔ جی وزیر داخلہ صاحب۔

میرسر فز احمد گپٹی (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور):- Thank you madam speaker
- دیکھئے بہت اہمیت کی حامل تحریک التواء ہے۔ Madam Speaker war on terror is not a joke, اُس دن جب چار سہ ماہی واقعہ ہوا تھا، اُس دن honourable chief minister کی سربراہی میں ایک meeting ہوئی highest level پر military and civil لوگ اُس میں شریک ہوئے، me, myself was there، اُس میں میری سربراہی میں ایک زیلی کمیٹی بنی، کہ جتنی تعلیمی ادارے بلوچستان میں ہیں اُن سب کی security measures کا جائزہ لیا جائے، اور جہاں کوئی کمزوری ہے اُس کو address کیا جائے۔ اُس meeting میں honourable chief minister نے direction دی کہ within 30 days پورے بلوچستان میں watch towers بن رہے ہیں۔ tendering کو waive off کیا گیا ہے۔ اور within 30 days more then 100 watch towers جو ہیں ہم نے complete کرنے ہیں march سے پہلے۔ آج صبح میں IGP and IG FC کے ساتھ ایک ایک کا لُج گیا، ایک ایک یونیورسٹی گیا، تو یہ اس طرح نہیں ہے کہ حکومت نے کوئی اقدامات نہیں کیے۔ یا کوئی نظر نہیں آرہے۔ دیکھیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بحث کے لیے منظور نہیں ہونا چاہیے۔ ہم کیوں panic create کریں۔ یہ تو terrorists چاہتے ہیں کہ panic ہو۔ ہم اگر اس طرح اس پر discussions شروع کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنی قوم کی خدمت نہیں کر رہے ہیں۔ اگر کسی کو ہمارے plan کے بارے میں جاننا ہے مجھے chamber میں بلائیں، IGP, IG FC, all of us are there to address your any of quarries, any of your concerns، ہمیں بھی concerns ہیں ہمارے بھی بچے بھی وہاں بڑھتے ہیں، تو میڈم اسپیکر میں as interior minister of this province میں آپ سے اور اس سارے ایوان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس تحریک التواء کو نمٹا دیا جائے۔ شکریہ۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):- میڈم اسپیکر میں زرا اس حوالے سے کچھ کہنا چاہتا ہوں، ایک منٹ excuse me، یا سمین صاحبہ ایک منٹ۔

میڈم اسپیکر:- جی نواب صاحب۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):- میڈم اسپیکر میں یا سبین لہڑی صاحبہ سے میں request کروں گا کہ اس پر جو ہے وہ اپنا تحریک التواء پر زور نہ دے باقی in camera ہم آپ لوگوں کو سب کو جتنے ہمارے اپوزیشن لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں باقی اپوزیشن کے لوگ ہے اُن کے لیے ہم بندوبست کر لیتے ہیں، آپ لوگوں کو IG صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ہوم سیکریری صاحب بھی یہاں پر سب بیٹھے ہوئے ہیں تو انشاء اللہ in camera ہم آپ کو briefing دے کے لیکن بہر حال میں آپ لوگوں کو سب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم بڑے محتاط ہیں ایجوکیشن کے حوالے سے اپنے کالج کے حوالے سے اور اُس سے پہلے ہی ہم نے اقدامات کیے ہیں۔ میں تھوڑی سی تا سید کروں گا ہوم منسٹر صاحب نے بات کی کہ کچھ ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ جس کو ہمیں پبلک نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اُس سے پہلے اگر ہم اپنے plan پر پہنچے ہی نہیں ہیں اُس سے پہلے ہی ہم اُس کو public کر دے اور وہ out ہو جائے تو پھر اُس کا فائدہ ہونے سے نقصانات زیادہ ہوتے ہیں لیکن میں اس august house کے حوالے سے floor of the house آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہمیں آپ نے جس طرح اپنے رونگ میں کہا کہ شہر کے لوگ پریشان ہے کافی لوگ پریشان ہے کوئی پریشان ہونے کی اُن کو ضرورت نہیں ہے انشاء اللہ ہم سب زندہ لوگ ہے ہم انشاء اللہ اپنے ہوش و حواس کے ساتھ ہے ہمیں اپنے بچوں کا خیال ہے ہمیں اپنے civilians کا خیال ہے ہم انشاء اللہ ہر حوالے سے جو ہمارے civilians ہے یا ہمارے بچے ہیں یا جو ہمارے کالج میں پڑھنے والے students ہم ہماری کوشش ہے اور میری حکومت کی کوشش یہی ہے کہ ہم fully اُن کو انشاء اللہ protect دیں گے اور protection دینگے اُن کو۔ تو اس حوالے سے میں دوبارہ request کروں گا میڈم یا سبین لہڑی صاحبہ سے کہ وہ اس پر وہ نہ دے اور in camera جو ہے بگٹی صاحب in camera اُس کا آپ بندوبست کر لیں سارے جو ہمارے ہاؤس ممبران ہے including opposition leader، ڈپٹی اپوزیشن لیڈر اور سب کو جو ہے اس معاملے میں آپ Brief کریں میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر:- thank you نواب صاحب، چونکہ تحریک التواء نمبر 2 پر، جی یا سبین صاحبہ please

محترمہ یا سبین لہڑی:- بہت شکریہ CM صاحب کہ آپ نے جو ہے اس پر بات کی میرا مقصد قطعاً یہ نہیں تھا مزہ دار حکومت ہے مطلب ہمارا اگر آپ نے دیکھا ہوگا کہ سب سے زیادہ جو ٹارگٹ گروپ رہا ہے وہ

students رہے ہیں کہ جن کو جو ہم نے شروع سے Encourage کیا ہے education Institutions کو جو ہے ہم نے safeguard کرنے کے لیے planning کی ہے مقصد یہ تھا جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ comparatively تھوڑا سا achieve بھی ہو گیا کہ ایک بالکل خاموشی تھی ،parents جو ہے بہت زیادہ پریشان تھے public میں جو ہے ایک عجیب سا وہ تھا تو CM صاحب نے یقین دہانی کروائی ہے کہ اس پر جو ہم نے ایک plan check out کیا ہے in camera briefing ہو جس میں ہمارے ممبران ہیں وہ بھی اپنے inputs دے سکتے تاکہ ہم اپنے بچوں کو جو ہے وہ تحفظ دے سکے ،مہر فرار بھائی اگر آپ کی اس پر دل آزاری ہوئی ہے تو میں اُس پر بھی وہ کرنا چاہوں گی کہ یہ مقصد نہیں تھا کہ آپ نے کام نہیں کیا ہے کام آپ نے ضرور کیا ہے لیکن تھوڑا سا ہم چارہ ہے تھے کہ اس کو جو ہے وہ debate کر لے میں اس کو جو ہے واپس لے لیتی ہوں۔

میڈم اسپیکر:- چونکہ محرکہ نے اپنی تحریک التواء نمبر 2 واپس بھی لی اور وزیر داخلہ اور CM صاحب نے ہاؤس کو یقین دہانی کرائی ہے کہ حکومت بلوچستان نے صوبے میں تمام تعلیمی اداروں کا foolproof سیکورٹی انتظام کر دیا ہے اور مزید اُس پر وہ کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں اس تحریک پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے اسکو جناب قائد ایوان اور وزیر داخلہ کی یقین دہانی پر نپٹا دیا جاتا ہے۔ جناب سید لیاقت علی آغا صاحب اپنی تحریک التواء نمبر 3 پیش کریں۔ جی آغا رضا صاحب!

آغا سید محمد رضا:- میڈم اسپیکر یہ this is hottening کہ پاکستان سپر لیگ شروع ہوا گو کہ بہت پہلے شروع ہو جانا چاہیے تھا لیکن کوئٹہ گلیڈیٹرز کی ٹیم میں جس طرح بے دردی سے کوئٹہ کے players کو نظر انداز کیا گیا ہے اور میں جناب CM صاحب کی اسپورٹس منسٹر صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ we are deprived in every field اتنا بڑا اسٹیج سجا ہے کم از کم ہمارے players کو یہ موقع ملنا چاہیے تھا کہ international players کے ساتھ جا کہ کھیلتے ،retired international players کو لا کر ہم کوئی فائدہ achieve نہیں کر سکتے اور پھر افغانستان جیسے ملک سے players لا کے کھیلا جا رہا ہے اور کوئٹہ کے بہترین players جن میں مختلف طبقہ کے لوگ شامل ہے اُن کو نظر انداز کر دیا گیا and sport minister himself was missing i dont know why کہ جب کوئٹہ کی ٹیم وہاں کھیل رہی تھی تو وہ نظر نہیں آئے میں بعض players نے مجھے approach کیا ہے اور انہوں نے یہ ایک عجیب الزام لگایا ہے کہ اُن کا نام option میں نہیں دیا گیا ہے اور یہ بعض خود ساختہ officials نے اُن

demand کی تھی کہ آپ ہمیں دہی کا ٹکٹ دلوائیں تو ہم آپ کا نام auction میں ڈال دیں گے۔ اتنی بد نصیبی کہ کوئٹہ کا صرف ایک player، being an old cricketer I know that، پاس بہترین players موجود ہیں۔ thank you very much.

میڈم اسپیکر:- آغا صاحب۔ well taken your point thank you۔ جی آغا صاحب!
آغا سید لیاقت علی:- شکر یہ میڈم اسپیکر۔ میں اسمبلی تو اوندوانضباط کار مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں کہ FBR کے قانون کے مطابق جو کارخانے، firms یا کاروباری ادارے جس صوبے یا شہر میں قائم ہیں سے انکم ٹیکس اسی صوبے میں لیا جائے گا، لیکن اب مذکور کی جانب سے جاری کردہ ایک حکم نامہ کے تحت حب کے صنعتکار جن کے دفاتر سندھ یا کراچی میں ہیں کو وہیں پر ٹیکس جمع کروانے کی اجازت دی گئی ہے جس کی وجہ سے سال 2014-15 کی دوران بلوچستان کو انکم ٹیکس کی مدد ایک ارب جبکہ سندھ کو 15 ارب ملے، چونکہ صوبوں کو آمدنی کی تقسیم انکم ٹیکس کی بنیاد پر کی جاتی ہے لہذا دوسرے صوبے میں انکم ٹیکس جمع کرنے کے احکامات صوبے کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ لہذا ایوان کی کارروائی روک کر اس فوری اور اہم عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

میڈم اسپیکر میں اس میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں میں نے چونکہ اس میں ایک بڑا important issue تھا لیکن اسمبلی سیکرٹریٹ کا شاید قانون یہ ہوا نہوں نے اس کو مختصر کیا ہے اس میں جو میرا مقصد تھا یہ ذیلی سوال تھا اگر آپ اجازت دے تو میں وہ پیش کر دوں جی جو۔

میڈم اسپیکر:- آغا صاحب سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں کہ اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے آج یہ حصہ ہے اور اگلے 15 تاریخ کو دوسرا حصہ آ رہا ہے۔ جی۔ تحریک التواء نمبر 3 پیش ہوئی۔ کیا محرک آپنی تحریک التواء نمبر 3 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

آغا سید لیاقت علی:- شکر یہ محترمہ، اس تحریک کو پیش کرنے کا میرا مقصد یہ تھا محترمہ کہ ہمیں federal government طرف سے ہر وقت یہ تھانہ دیا جاتا ہے کہ ہم آپ کو سپورٹ کرتے ہیں ہم آپ کے لیے مدد کرتے ہیں ہم آپ کو اتنے پیسے دیتے ہیں ہم تین ارب دے رہے ہیں ہم دس ارب دے رہے ہیں۔ جب گزشتہ دنوں میں کراچی میں تھا تو میں فیڈریشن آف پاکستان چیمبر آف کامرس کے لائبریری میں گیا اور وہاں پر میں نے کچھ چیزیں نوٹ کی، آپ یقین کرے کہ جو زیادتی پچھلے چند سالوں سے یا پچھلے 20، 15 سالوں سے۔
میڈم اسپیکر:- بابت صاحب please disturb ہو رہے ہیں محرک آپ سے۔

آغا سید لیاقت علی:- بابت صاحب پھر ہم لوگ چلے جائے میرے خیال۔ تو جب ہم اُن سے آپ دیکھ لے کہ اس وقت حب میں ہمارے تقریباً اس وقت صرف ماربل جو city یا ماربل village ہے یا جو بھی نام انہوں نے دیا ہے اُس میں کوئی 65 کے قریب کارخانے لگے ہوئے ہیں اور اسی طرح بڑے بڑے کارخانے جو ہیں وہ حب میں ہے ان کارخانوں کا جو کارروبار ہے نیا business place وہ حب ہے بلوچستان ہے یہ پاکستان کے آئین کے مطابق ہے کہ جو بھی فیکٹری جس بھی صوبے میں یا جس بھی شہر میں واقع ہوگی اور production وہاں دیتی ہوگی اُس کا income tax return جو ہے وہ income جو ہے وہ اُسی صوبے میں فائل ہوگا لیکن چونکہ پچھلے کچھ سالوں سے یہ CBR جو اُس وقت CBR تھا اب FBR ہے اس نے ایک temporary order کے تحت گزشتہ 20 سال سے ہمارے حقوق کو غصب کر لیا ہے اور اس نے ایک order کیا ہے کہ حب کے جو Indus list ہے وہ سندھ نے یا پنجاب نے یا جیدھر بھی ان کے ہیڈ آفس ہے وہاں پر اپنا tax return اور tax جو ہے وہ جمع کر سکتے ہیں۔ میں نے اس میں صاف لکھا ہے کہ گزشتہ سال میں ہمیں اس مد میں فیڈرل گورنمنٹ نے ایک ارب روپے دیا جب کہ سندھ کو تین ارب روپے extra balochistan کے حب کے وجہ سے سندھ گورنمنٹ کو ملے جو پر موموں نے جو کراچی میں اُن کے ہیڈ آفس ہے انہوں نے وہاں پر اپنا income declare کیا وہ سندھ کے مد میں چلا گیا اور extra پیسے سندھ کو مل گئے۔ محترمہ ایک یہ ہوا دوسری جو سب سے بڑی زیادتی ہمارے ساتھ ہو رہی ہیں وہ یہ ہے کہ پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ 18 ویں ترمیم کے ساتھ ہر اُس License کا renewal جہاں پر ہوتا ہے وہ جو ہے وہاں فیڈرل گورنمنٹ کرتی ہے OGDCL لیکن رضامندی provincial government سے لازمی لی جاتی ہے اور اب PPL پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ کا جو لائسنس ہے وہ تقریباً ایک مہینے کے بعد expire ہو رہا ہے مجھے نہیں معلوم چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہیں ان کے پاس یہ ان سے پوچھا جائے گا کہ آیا فیڈرل گورنمنٹ جو اس یعنی OGDCL جو PPL کا یہ لائسنس اس کو renew کروانا چاہتی ہیں آپ further 5 سال یا 10 سال کے لیے وہ بلوچستان گورنمنٹ سے پوچھا گیا ہو؟ نمبر 2 ہمارے ppl کے ذمے میرے حساب سے گو کہ یہ بالکل confirm نہیں ہے لیکن اس وقت کے بلوچستان کے ppl کے طرف کوئی 15 ارب روپے کے قریب نکلتے ہیں جو انہوں نے بلوچستان گورنمنٹ کو As a reality ہمارے مد میں ادا کرنی ہے وہ بھی نہیں کیے تو میرے چونکہ اس تحریک التواء میں یہ ایمر جنسی تھی کہ ایسا نہ ہو کہ OGDCL ہمارے صوبے بلوچستان کے گورنمنٹ سے پوچھے بغیر اس کو renew کر دے تو میں نے یہ اس لیے ایمر جنسی اس میں یہ پہلے لکھا تھا کہ اس

کو پہلے پیش کیا جائے اب میں یہ request کرتا ہوں اس ہاؤس سے کہ اس تحریک التواء کو پاس کیا جائے تاکہ اس میں further بحث کیا جائے اور اس بحث کے دوران میں accurate وہ figure بھی لاسکوں جو ہمارے PPL بلوچستان گورنمنٹ کے PPL کے against پیسے واجب الادا ہے اور time بھی بتاسکوں کہ اُس کا کتنا time بقایا ہے وہ لاسکوں تو میری ہاؤس سے استدعا ہے کہ اس تحریک التواء کو مہربانی کر کے بحث کے لیے منظور کی جائے تاکہ further اس پر بحث کیا جاسکے۔ شکریہ جی

میڈم اسپیکر:- ok جی thank you۔ جو اریکین اس تحریک التواء کو مورخہ 15 فروری 2016ء کی نشست میں دو گھنٹے بحث کے لیے منظور کرنے کے حق میں ہیں وہ اپنے ہاتھ اٹھائیں؟۔

تحریک التواء مورخہ 15 فروری 2016ء کے اجلاس میں دو گھنٹے بحث کے لیے منظور کی جاتی ہے۔

مشترکہ قرارداد نمبر 78 منجانب جناب نصر اللہ خان زیرے، آغا سید لیاقت علی، جناب عبدالمجید خان اچکزئی، جناب منظور احمد خان کاکڑ، جناب ولیم جان برکت، محترمہ سپوٹس میاں اچکزئی، محترمہ معصومہ حیات اور محترمہ عارفہ صدیق اراکین صوبائی اسمبلی۔

ہر گاہ کہ ہرنائی کا شمار صوبہ کے زرعی اضلاع میں ہوتا ہے۔ لیکن اب وہاں قدرتی گیس کے ذخائر دریافت ہونے کے بعد اسکی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور مزید گیس اور تیل دریافت کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ دریافت کردہ قدرتی گیس سے کوئٹہ شہر کو گیس کی فراہمی بھی شروع کی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ ہرنائی میں کونکہ کے اعلیٰ کوالٹی کے ذخائر بھی پائے جاتے ہیں۔ جو ملک میں توانائی کی ضروریات پوری کر رہی ہیں۔ مزید براں ہرنائی سے متصل زیارت کا ضلع واقع ہے۔ جو ایک خوبصورت اور صحت افزاء مقام ہونے کے ساتھ ساتھ سیاحوں کی توجہ کا مرکز بھی ہے۔ لیکن دونوں اضلاع میں معیاری سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو آمد و رفت کے سلسلے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔ کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ مذکورہ اضلاع میں خنائی۔ مسلم باغ کراس تا ہرنائی اور کچھ ہرنائی کراس تازیارت سجاوی سڑکوں کو جدید خطوط پر تعمیر کرنے کیلئے این این ایچ اے کے سپرد کرنے کے ساتھ رواں مالی سال کے پی ایس ڈی پی میں بھی شامل کیا جائے۔ تاکہ عوام کو درپیش مشکلات کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

مشترکہ قرارداد نمبر 78 پیش ہوئی، کیا محرمین اپنے مشترکہ قرارداد نمبر 78 کی

admissibility کی وضاحت فرمائیں گے!

نصر اللہ خان زیرے:- محترمہ اسپیکر صاحبہ جس کہ آپ کو اور تمام ایوان کے معزز ممبران کو بخوبی علم ہے کہ ہرنائی ایک زرعی ضلع ہے وہاں پر کونکہ کے بہت وسیعی ذخائر موجود ہیں، اور کے ساتھ جس طرح میں resolution میں کہا ہے کہ ساتھ ہی ضلع زیارت ہے جو صحت افزاء مقام ہے، لیکن یہ دونوں اضلاع معیاری سڑکیں نہ ہونے کے برابر ہے، اور آپ کو پتا ہے کہ بہت ساری ہماری سبزیات کو سٹلٹ ملک کے دیگر حصوں میں ہرنائی سے جاتی ہے لیکن اس پر آنے کے لیے سڑکوں پر گاڑیوں کے آنے کے لیے کافی مشکلات ہیں وہاں پر جو ہے نہ ہمارے contactor ڈرائیور حضرات کو گاڑی ماکان کو کافی مشکلات کا سامنا بہت سارے ان کے اخراجات آتے ہیں، لہذا پھر یہ ضلع ٹیکس بھی دیتا ہے، وہاں پر کونکہ کے ذخائر ہیں وہاں گیس زر خونخوڑ جو ہے نہ وہ ہرنائی میں واقع ہے اس کا گیس سے ہم مستفید ہو رہے ہیں کونٹہ شہر میں ہم وہ گیس ہم استعمال بھی کر رہے ہیں، تو اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں اضلاع ہمارے ٹیکسز میں بھی مدد کر رہی ہے ہم جو ہے نہ ہمیں جو ہے نہ پیسے بھی دے رہی ہے، لیکن وہاں پر سڑکیں نہ ہونے کے برابر ہے، اب میں گیا تھا چند روز پہلے ہمارے پارٹی کا جلسہ تھا تو وہاں پر سڑک جو ہے نہ وہ 12 فٹ کی سڑک ہے، اس طرح آپ ہرنائی سے جائینگے سنجاولی کی طرف وہاں بھی سڑک نہ ہونے برابر ہے یہ آپ کو سٹلٹ سے زیارت جائیں گے یہ سڑک بھی وہ معیاری سڑک نہیں ہے، اور اس کے علاوہ محترمہ کہ ہرنائی میں پہلے سب سے ہرنائی تک ریلوے چلتی تھی، وہ ریلوے بھی کافی سالوں سے بند پڑی ہے اب جا کہ کافی اس کے لیے کام ہوا ہے لیکن فل حال ہرنائی مین ریلوے بھی نہیں ہے ہمارے پاس آنے جانے کے لیے وہاں پر صرف 12 فٹ سڑک ہے اس پر بڑے بڑے ٹرک آتے ہیں، بڑے بڑے سبزیات لیکر کونکہ کے ذخائر آتے ہیں لیکن سڑک وہاں پر موجود نہیں ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ دونوں سڑکیں جس کا میں نے قرارداد میں ذیکر کیا ہے، یہ national highway authority کے حوالے کیا جائے، ایوان سے تمام معزز ممبران سے میری استدعا ہے کہ وہ اس قرارداد کو متفقہ منظور کریں، اور national highway authority پر وفاقی حکومت پر وفاقی وزیر موصلات پر ہم زور دیں کہ دونوں سڑکوں کے لیے روئے psdp میں اس میں یہ پھر آنے والے psdp میں اس کے لیے رقم رکھ دیں۔ thank you very much

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 78 کو منظور کیا جائے؟۔ مشترکہ قرارداد نمبر 78 منظور ہوئی۔ میں معزز اراکین کے علم میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ کل PIPS والے آئے ہیں اور وہ کل بروز ہفتہ 11 بجے اسمبلی سیکریٹریٹ کے کمیٹی room میں pre-budgeting کے حوالے سے سمینار کا انعقاد

کریں گے، میں تمام اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ وہ مذکورہ پروگرام میں شرکت کریں اور اُس سے پھر یقیناً نئے علم میں اضافہ ہوگا۔

انجینئر زمر خان اچکزئی صاحب، اپنی قرارداد نمبر 82 پیش کریں۔

انجینئر زمر خان۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔ ہر گاہ کہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں خاطر خواہ کمی ہوئی ہے۔ لیکن اسکے برعکس ملک میں پٹرول و ڈیزل کی قیمتوں میں عالمی منڈی کے مطابق کمی نہیں ہوئی ہے، جس کا براہ راست اثر غریب عوام پر پڑ رہا ہے۔ لہذا یہ یوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔ کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ ملک میں تیل کی قیمتوں میں کم از کم پندرہ روپے فی لیٹر کمی کرے۔ تاکہ غریب عوام اس سے مستفید ہو سکیں۔

میڈم اسپیکر۔ قرارداد نمبر 82 پیش ہوئی، کیا محرکہ اپنی قرارداد نمبر 82 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے،

انجینئر زمر خان اچکزئی:- میڈم اسپیکر دیکھنے میں تو ایسا عجیب سا قرارداد لگتا ہے لیکن ملک کی economics اور اقتصادی حالات کو بہتر بنانے کے لیے یہ غریب عوام کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہے۔ (اس مرحلہ میں محترمہ یاسمین اہڑی صاحبہ۔ میڈم چیئر مین پرسن نے اجلاس کی صدارت کی)۔ محترمہ یاسمین اہڑی (میڈم چیئر پرسن):- السلام علیکم۔

انجینئر زمر خان اچکزئی:- مبارک ہو۔ جی تو اس قرارداد پر بحث شروع تھی میرے قرارداد جو پٹرول اور ڈیزل ان کا تعلق ہے تو میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ اگر ملک میں فیول کی قیمتوں میں کم کی جائے، تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اگر یہاں سے جنتی بھی ٹرانسپورٹ ہے، آپ کا ریلوے ہے آپ کا زمینی ٹرانسپورٹ ہے آپ اگر ہوائی ٹرانسپورٹ ہے، آپ اگر کارگو ہے تو کیونکہ ہم جنتی ایشاء خرد نوش ہے اس کی ٹرانسپیشن اس روستوں سے ہوتا ہے اور اس میں ڈیزل اور پٹرول جو ہے وہ خرچ ہوتا ہے، تو جب پٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں ہائی ہوئیں گے، تو کرائے زیادہ ہوئیں گے، اور ٹرانسپورٹ کے کرائے زیادہ ہوئیں گے، اور آپ کے جنتی بھی کارگو جاہنگی اس کے کرائے زیادہ ہوئیں گے اور ادھر سے آپ کے جنتی بھی ایشاء خرد نوش وہ مہنگی ہوئیں گے، اور یہاں سے اگر آپ دیکھ لیں جنتی بھی بیروزگاری ہے جتنا بھی system ہمارا بند پڑا ہے وہ اس وجہ سے کہ کسی کے پاس اتنی حیثیت ہی نہیں ہے، کہ وہ اس چیزیں کو پورا کر سکے، اور یہ پٹرول لیں سکے، یہ کوئی وہ اپنا ڈیزل لیں سکے، یہ اپنے بچوں کو اسکول تک پہنچانے کے لیے اگر ایک ٹیکسی یہ ایک سوزو کی یہ ایک رکشہ کرایہ پر لیتا ہے تو مہینے وہ کم از کم 10 ہزار 15 ہزار

per month دیتے ہیں آپ جب یہاں پر پٹرول یہ ڈیزل قیمتیں کم کر دیں گے، تو وہ کرائے جو 05 ہزار پر آجائیں گے تو ہر آدمی اس کو یوفڈ کر سکے گا، اور اس پر یہ فائدہ ہوگا کہ ہر غریب کانچے ایک اچھا اسکول پڑاگا تو پھر یہ اس لیے میں یہ کہہ رہا ہوں، یہ نہیں ہے کہ صرف پاکستان میں صرف قیمتیں کم کی جائیں، اور یہ عصرت جو پاکستان کی اقتصادی حالت بہتر بنا سکتی ہے، بلکہ پوری دنیا میں آپ دیکھ لیں میرے خیال سے اس وقت جو newspaper میں جو آیا تھا، کہ دنیا میں 40 سال میں سب سے کم ترین جو ہے برلین کی کم جو ہے عالمی منڈی میں وہ سب سے کم ترین سطح آگئی ہے لیکن پاکستان میں صرف ہماری فیڈرل گورنمنٹ نے جو ہے وہ 05 روپے کم کر دیئے، اور یہاں تک بھی news paper میں آیا تھا کہ فیڈرل حکومت نے یہ وعدہ کیا تھا اپنے عوام کے ساتھ کہ جی میں 15 روپے جو ہیں اس میں کم لیں آوں گا، لیکن 15 روپے انہوں کی نہیں لائی، اور 05 روپے اور بلوچستان کی حالت ہے ہم ایک بہت ہی غریب صوبہ ہے ہمارے عوام بہت غیرت سے اپنی زندگی گزار رہے ہیں، اس حوالے سے میں ایک مختصر اتنا کہوں گا اس ایوان سے کہ وہ فیڈرل حکومت سے کم از کم اپنی غریب عوام کی آواز کو جو ہے وہ فیڈرل حکومت تک پہنچائے، اور یہ گزارش کریں اس قرارداد کے تھرو کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کے واسطے پران کی قیمتیں کم کریں کیونکہ دوسرے صوبوں میں بھی ان پر بحث ہوئی ہے اور انہوں نے بھی یہ مطالبہ کیا ہوا ہے قرارداد کی شکل میں کہ پٹرول ڈیزل اور فول کی جتنی قیمتیں ہے اس کو کم سے کم ترین سطح پر لے آئیں۔ شکریہ

میڈم چیئر پرسن:- قرارداد نمبر 82 پیش ہوئی، سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد نمبر 82 کو منظور کیا جائے۔ قرارداد نمبر 82 ہوئی۔

اب ڈاکٹر شیخ اسحاق بلوچ صاحبہ رکن صوبائی اسمبلی، اپنی قرارداد نمبر 83 پیش کریں!
ڈاکٹر شیخ اسحاق بلوچ:- شکریہ میڈم اسپیکر، قرارداد نمبر 83۔ ہر گاہ کہ محکمہ تعلیم میں آئی ٹی کے شعبہ سے وابستہ اساتذہ کرام و دیگر درجہ چہارم کے ملازمین کو گزشتہ 31 ماہ سے اپنے فرائض ادا کرنے کے باوجود تنخواہیں ادا نہیں کی جا رہی ہیں۔ جس کی بناء وہ سراپا احتجاج اور نان شبینہ کے محتاج ہیں۔ اگرچہ حکومت کی جانب سے مسلسل یہ تسلی دی جا رہی ہے کہ جیسے ہی ان کی تنخواہوں اور مستقل تعیناتیوں کی سمری منظور کی جائیگی، تب انہیں تنخواہیں ادا کی جائیگی۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ان ملازمین کی تنخواہوں اور مستقل تعیناتیوں کی سمری جلد از جلد منظور کی جائے۔ تاکہ ان ملازمین کو 31 ماہ کی تنخواہوں کی بقایا جات کی ادائیگی ممکن ہو سکے اور انہیں نان شبینہ کا محتاج ہونے سے بچایا جاسکے۔

میڈم چیئر پرسن:- قرارداد نمبر 83 پیش ہوئی۔ کیا محرکہ اپنی قرارداد نمبر 83 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گی۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ:- شکر یہ میڈم اسپیکر، چونکہ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے میں یہ سمجھتی ہوں، بیروزگاری جو ہے وہ غیر بت کو جنم دیتی ہے، اور پھر غیر بت جو ہے وہ خودکشی کو جنم دیتی ہے، آج جو لوگ ہمارے اسمبلی کے باہر دھرنادیں ہوئے ہیں، آج جو لوگ ہمارے اسمبلی کے باہر بیٹھاٹھائے ہوئے کھڑے ہیں، یہ کل سے سردی میں ڈھڑھڑ رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں یہ وہ اساتذہ ہیں جن کی بدولت میں سمجھتی ہوں کہ آج اچھے ڈاکٹر اچھے انجینئرز اور اچھے politicians بھی پیدا ہوتے ہیں، اگر آج یہ لوگ جو ایک معمار کھڑا کرتے ہیں، انکوان کی تنخواہیں نہ دی جائے، اور ان کو یہ بھی پابند کر دیا گیا ہے کہ آپ لوگ اپنی ڈیوٹی دیتے رہے، اپنی ڈیوٹیوں پر پابندی سے آتے رہے لیکن آپ کو تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں، آج 31 ماہ ہوئے ہیں، کہ انکو تنخواہیں نہیں ملی ہیں میڈم اسپیکر آپ زیر سوچیں کہ اگر ایک شخص کے گھر میں ایک دن آٹا نہیں ہوگا تو وہ اپنے بچوں کو کیا کھلائے گا، یہاں پر تو 31 مہینوں کی بات ہے، میں تو مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ میں ایک ایک شخص سے کیسے انٹرویو کروں، اور کیسے پوچھوں کہ یہ 31 ماہ کیسے گزارے ہیں بغیر تنخواہ کے کیا ہے، صرف ایک بات میں نے ان سے پوچھی آپ لوگوں 31 ماہ کیسے گزارا ہے انہوں نے کہا کہ ہم اور تو نہیں بتا سکتے، بس یہ ایک جملہ کہا سکتے ہیں کہ اب ہم اپنے آپ کو اس اسمبلی کے سامنے جلادیں، تو میں یہ سمجھتی ہوں جناب اسپیکر صاحبہ کہ اب وہ وقت دور نہیں اکیسویں صدی ہے دنیا گلوبل وچ بنا چکی ہے، اب ہمیں جو ہے کم از کم اپنے قدم آگے بڑھنے چاہئے، اب ہمیں ان لوگوں غیر بت سے نکالنا چاہئے، اب بیروزگاری خاتمہ ہونا چاہئے، مجھے وہ دن بھی یاد ہے، جب سینڈک پرجیکٹ بند ہوا تھا، سینڈک پرجیکٹ کے بند ہونے سے 12 سو ملازمین بلوچستان کے نکال دیئے تھے، اور جب 12 سو ملازمین نکلائے گئے تھے، تو ان میں سے دو highqualified engineer خودکشی کر چکے تھے، تو میں یہ سمجھتی ہوں جناب اسپیکر صاحبہ یہ لمحہ فکریہ ہے اگر آج ہم اور یہ بھی بتا رہے ہیں سمری move ہو چکی ہے سمری جو ہے وہ education کے سیکرٹری کے پاس ہے، اگر سیکرٹری education اس کو آگے نہیں لارہے ہیں، مجھے نہیں پتا اس کی وجوہات ہیں، میں یہ سمجھتی ہوں یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب تشریف رکھتے ہیں، میں ان کی تعاون چاہتی ہوں میڈم اسپیکر۔

میڈم چیئر پرسن:- ہاں جی CM صاحبہ یہ بہت ہی اہم نویت کا حامل مسئلہ ہے!

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ:- وزیر اعلیٰ صاحب ان delegation جب میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے

کہا کہ ہم اپنی سمری move کر چکے ہیں۔ education کے جو سیکرٹری تعلیم ہیں، سیکرٹری تعلیم کے پاس اور وہاں پر وہ سمری پڑی ہوئی ہے 31 ماہ سے ہمیں تنخواہیں نہیں ملی ہیں، اگر آپ ان کے چہرے دیں لیں، تو میں سمجھتی ہوں کہ آپ ان کی تنخواہیں شاید آج ہی release کر دیں، بلکہ double ان کو دیدیں، تو آپ kindly اگر آپ یہ سیکرٹری education سے معلوم کر لیں، کہ یہ ان کی سمری آپ تک کیوں نہیں پہنچ پارہی ہے، جب وزیر اعلیٰ ڈاکٹر مالک صاحب تھے ان نے بھی sign کر دیئے تھے، اس پر پھر وہ وہاں سے چلی گئی اب وہاں سے یہاں تک نہیں آرہی ہے، کیا مسائل ہیں کیا مشکلات ہیں، یہ کیا ایسے اقدامات ہیں جو یہاں تک نہیں پہنچے پارہے ہیں، میں یہ سمجھتی ہوں میڈم اسپیکر kindly اگر آپ بھی اس پر جو ہے، تھوڑی سی CM صاحب سے کہا کہ بات کریں، تاکہ ہمیں پتا چلیں کہ وجوہات کیا ہیں، اور یہ سمری یہاں تک کیوں نہیں آرہی ہیں، چونکہ یہ نہایت ہی اہم میں سمجھتی ہوں، اور اس میں اگر ہم دیتے ہیں کہ اس میں 62 یعنی employees ہے، 62 ملازمین ہیں جس میں سے 14 teachers ہے 14 اسٹنٹ ہے 14 ڈرائیور ہیں، اور یہ بچاروں کی تنخواہیں نہیں ملی 31 مہینے سے تو میں سمجھتی ہوں اگر اس کا جواب ہمیں یہاں پر دیدیا جائے، کیونکہ وہ teacher یہی پر بیٹھے ہوئے بھی ہیں اور شاید کارروائی بھی ہماری دیکھ رہے ہیں، شکر یہ میڈم اسپیکر،

میڈم چیئر پرسن:- سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد نمبر 83 منظور کی جائے؟-

نصر اللہ خان زیرے:- میڈم اسپیکر اس میں یہ ہے چونکہ education کے minister صاحب موجود نہیں ہیں ان کو زیادہ پتا ہوگا، چونکہ یہ ہماری جب ہم قرارداد کچھ آتے ہیں، وہ وفاقی حکومت سے ان کا تعلق ہے، یہ چونکہ ہمارے department سے ہے minister صاحب آئینگے، وہ محترمہ کو جا کر مطمئن کریں گے، ہمیں بھی پتا نہیں اس حوالے سے چونکہ قرارداد بھی آیا ہوا ہے، اور minister صاحب بھی نہیں ہیں وہ اس کا بہتر جواب دے سکتے تھے۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ:- میڈم اسپیکر minister صاحب کیا مطمئن کر سکتے مطمئن تو وہ بچارے جو میں سمجھتی ہوں کہ ڈیوٹیس بھی دے رہے ہیں، اور ان کو ڈیوٹیاں پر پابند کر رہے ہیں، کہ آپ ڈیوٹیاں بھی دیں، اور تنخواہیں نہیں دے رہے ہیں، اس میں میں سمجھتی ہوں کہ کیا قباحت ہے، کہ آپ ان کا انتظار کر رہے ہیں، اور پھر وہ آئینگے اور پھر پتا نہیں یہ قرارداد آج آچکی ہے میں بار بار تو قرارداد نہیں لیکے آئینگے، نہ تو بار بار قرارداد آسکتی ہے، ایک بات ہے میں سمجھتی ہوں، CM صاحب ایک soft corner رکھتے ہیں، اپنے یہاں کے لوگوں کے

لیے وہ ایک جملہ کہہ دے ان کے لیے کہ بھئی ان کی تنخوائیں جاری کر دی جائیں اس میں کیا ہرجا ہوگا، 31 مہینے سے کسی کو تنخوااں نہ دی جائے، یہ اس قوم کے لیے لمحہ فکر یہ ہوگا، میں یہ سمجھتی ہوں، جناب اسپیکر صاحبہ ڈاکٹر اور teachers اس ملک کے معمار ہوتے ہیں، اگر ڈاکٹر اور teacher بھی روڈ پر آ جائیں، بینظیر نے ایک لفظ کہا تھا، مجھے یاد ہے جب ڈاکٹر اور ٹیچر بھی روڈ پر آ جاتے ہیں تو وہ قوم تباہ و برباد ہو جاتی ہے، وہ قومیں کبھی آباد نہیں ہوتی ہے،

چیئر مین:- جی ڈاکٹر صاحب۔۔۔

میڈم چیئر پرسن:- جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات و بی ڈی اے):- ڈاکٹر، ٹیچرز کو 31 ماہ سے ان کو تنخوااں نہیں ملی ہیں۔ یہ کل کی بات نہیں پرسوں کی نہیں ہم سب کی ہمدردیاں انہی کے ساتھ ہیں۔ ابھی سابقہ ایجوکیشن منسٹر اور سابقہ چیف منسٹر بھی نہیں ہیں۔ اور ایجوکیشن منسٹر بھی نہیں ہیں۔ Let then come وہ آ جائے گے۔ اُن سے ہم بھی بات کر لے گے وزیر اعلیٰ صاحب بھی اُن سے بات کرے گے۔ تو جتنی ہمدردی ان کو ہے اتنی ہی ہمدردی ہمیں بھی ہے۔ تو ذمہ دار لوگ ہیں جو یہ فیصلہ کر سکتے ہیں جن کو معلومات ہیں۔ اُن آنے دے تو میرے خیال میں CM اور ایجوکیشن منسٹر اور ڈاکٹر صاحب مل کر اسکا on record حل نکال سکتے ہیں۔ ابھی اُن کی غیر موجودگی میں میرے خیال سابقہ چیف منسٹر کو معلومات ہونگے۔ اور موجودہ چیف منسٹر کو شاید معلومات بھی نہ ہو۔ بڑی مہربانی۔

محترمہ یاسمین لہڑی:- چیف منسٹر صاحبان اس پر اگر آپ کچھ فرمائیں۔

قائد ایوان - thank you Madam جیسا کہ ڈاکٹر حامد صاحب نے کہا کہ ان کو جو تنخوااں نہیں ملی ہے واقعی میرے علم میں نہیں ہے۔ تو ایجوکیشن منسٹر بھی آ جائے ایجوکیشن سیکرٹری کو بلا لیتا ہوں میں تو انشا اللہ جو مسئلے ان کے ہیں اُن کو میں یقین دہانی کراتا ہوں لیکن نئے جو ایجوکیشن منسٹر ہے چونکہ portfolio change ہو گئے ہیں شاید اُن کو بھی اس بارے میں زیادہ معلومات نہ ہوں۔ اُن سے معلومات لینے کے بعد یہ یقین دہانی کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ ہم کوشش کر کے حل کریں گے جو جائزہ مطالبات اُن کے ہونگے۔ انشا اللہ۔

میڈم چیئر پرسن:- جی نواب صاحب۔

نواب محمد ایاز خان جوگیزئی (وزیر محکمہ پی ایچ ای و واسا):- ویسے نواب صاحب اس پر بات کی کہ منسٹر صاحب آ جائیں گے لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ ایوان اور اس میں منتخب نمائندے ہمیں عوام نے elect کر کے

یہاں پر بھیجا ہے۔ اس لئے بھیجا ہے کہ ہم یہاں پہ بیٹھ کر کے polices بنائیں جس سے اس صوبے کے عوام کو ریلیف ملے۔ میں اُن ڈاکٹروں اور ٹیچروں کا سخت خلاف ہوں جو تنخواہیں لیتے ہیں لیکن ڈیوٹی نہیں دیتے۔ ابھی تین سال پورا ہونے کو ہے۔ کئی بار میں ڈاکٹر عبدالملک صاحب چیف منسٹر تھے۔ اس ہاؤس میں ایک منسٹر کا بینہ کا حصہ ہوتے ہوئے میں نے اُس پر تنقید کی اور یہ تنقید اس وقت تک میں کرتا رہوں گا۔ جب تک میں اس مدت کو پورا کروں اگر یہ پورا ہوا۔ 70 ہزار ٹیچرز ہیں اس صوبے میں اگر اپنے ہی بیٹے کو پڑھائیں صحیح معنوں میں تو 70 ہزار بچے نکلے گے صوبے میں جتنا بھی نکل رہا ہے وہ پرائیوٹ سکولوں سے نوابوں، سیاستدانوں اور جنرلوں کے بیٹے نکل رہے ہیں یہ غریبوں کے بچوں کیساتھ کیا ہو رہا ہے۔ کن ٹیچروں کے تنخواہیں کھلو رہے ہیں کن ڈاکٹر وں کے تنخواہیں کھلو رہے ہیں۔ اُن ڈاکٹروں کی اس وقت 25 پوسٹیں قلعہ سیف اللہ میں ہے اور اس میں سے اس وقت چار ڈاکٹر بھی ڈیوٹی نہیں دے رہے ہیں۔ کہتے ہوئے ہم تھگ گئے پچھلے تین سال سے ہم متواتر بول رہے ہیں۔ ایسے ڈاکٹروں کو فارغ کیا جائے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے ٹیچروں کو فارغ کیا جائے ان کی ہمیں ضرورت نہیں۔ 200 ارب روپے non development میں جارہے ہیں۔ گھر میں بیٹھ کر خانہ نشینی لے رہے ہیں میں سخت اس کا خلاف ہوں اور ہونا بھی یہ چاہئے کہ اس ایوان میں جتنے بھی colleague ہیں۔ یہ اس پر میرا ساتھ دیں۔ کیونکہ ٹیچر ڈیوٹی نہیں دے رہیں لوگ مر رہے ہیں۔ ہم نے hospital بنا کر دیئے بہترین hospital بنا کر قلعہ سیف اللہ میں دیئے بہترین hospitals ہم نے ڈسٹرکٹس میں بنا کر دیئے ہیں۔ بہترین hospital ہم نے کوئٹہ میں بنایا ہے۔ اس وقت ڈاکٹر عبدالملک صاحب موجود نہیں ہے۔ اُن کو میں نے کہا کہ وہ ایک سال کا جو رپورٹ پیش کر رہا تھا میں نے اُس پر تنقید کی میں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ کی حکومت نے کونسا تیر مارا۔ ہاں۔ پہلے چھ مہینے بعد کتا میں ملتی تھیں جب سکول کھل جاتے تھے لیکن اب کتا میں بوریوں میں بند پڑے ہیں۔ پڑھانے والے نہیں ہیں۔ پہلے میڈیسن نہیں ملتا تھا۔ اب میڈیسن ملتی ہے Expire ہو جاتا ہے hospital کے دیوار کے پیچھے بوریاں بھری پڑی ہوئی ہیں لیکن ڈاکٹر نہیں ہیں۔ جب تک ڈاکٹر اور ٹیچر پابندی کے ساتھ ڈیوٹی نہیں دے گا اُس کو ایک پیسہ بھی نہیں ملنا چاہئے۔ بڑی مہربانی۔

محرمہ چیئر پرسن :- thank you نواب صاحب

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ :- معاملہ یہ ہے کہ یہ ٹیچرز ڈیوٹی دے رہے ہیں لیکن ان کو تنخواہیں نہیں مل رہی اس میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتے ہیں کہیں پر ڈاکٹرز ڈیوٹی دے رہے ہیں کہیں پر نہیں دے

رہے ہیں۔ کہیں پر ٹیچرز ڈیوٹی دے رہے ہیں کہیں پر نہیں دے رہے ہیں۔ کہیں پر بچے نہیں کہیں پر ٹیچرز نہیں۔ کہیں پر بلڈنگ ہے کہیں پر بلڈنگ نہیں ہیں یہ معاملہ تو ہے۔ ان کو صحیح کرنا واقعی ہمارا کام ہے۔ لیکن میڈم اسپیکر اس میں یہ بات ہے نواب صاحب کے نوٹس میں لانا چاہی ہوں وہ تمام کاغذات وہاں پر رکھیں ہوئے ہیں۔ ہمارے پاس proof کے ساتھ CM صاحب کو بھی لاکر دوں گی۔ جب اسمبلی کی کارروائی ختم ہوگی۔ میں تو ان کو بچے کہوں گی کیونکہ عمر میں چھوٹے لگ رہے تھے۔ کہ یہ ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ آپ جا کر معلوم بھی کر سکتے ہیں۔ ڈیوٹی دینے کے باوجود اگر ان کو تنخواہیں نہ دی جائیں تو پھر میں سمجھتی ہوں۔ کہ مشکلات بہت زیادہ ہیں۔

میڈم چیئر پرسن:- چونکہ یہ اہم نوعیت کا معاملہ ہے اور منسٹرا بجو کیشن بھی موجود نہیں ہیں۔ لہذا اس قرارداد کو مورخہ 15 فروری کے اجلاس تک کیلئے مؤخر کیا جاتا ہے۔ سیکرٹری تعلیم اگر یہاں آفیشل گیلری میں موجود ہیں تو وہ منسٹرا بجو کیشن کو آگاہ کریں اس حوالے سے۔ عارفہ صدیق صاحبہ قرارداد نمبر 84 پیش کریں۔

محترمہ عارفہ صدیق:- ہر گاہ کہ گذشتہ ڈھائی سالوں کے دوران صوبائی حکومت نے اپنے بجٹ سے مختلف اوقات میں صوبہ کے 23 اضلاع میں ولج الیکٹریفیکیشن کیلئے کیسکو کو میٹرل اور کنسٹرکشن کی مد میں اربوں روپوں کی ایک خطیر رقم فراہم کی اور یہ رقم کیسکو بذریعہ مختلف چیک وصول کر چکی ہے۔ لیکن اتنی خطیر رقم فراہم کرنے اور طویل عرصہ گزرنے کے باوجود بھی کیسکو مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ کیسکو نے پہلی مرتبہ 8 جولائی 2015ء کو ٹینڈر نوٹس دیا۔ اور 3 اگست کو اوپننگ رکھی مگر 3 اگست کی اوپننگ 11 اگست تک ملتوی کر دی گئی اور پھر ٹینڈر کو 11 اگست کی اوپننگ کی بجائے منسوخ کر دیا گیا۔ پھر 8 ستمبر 2015ء کو دوبارہ ٹینڈر نوٹس دیا اور 17 اکتوبر کو اوپننگ رکھا۔ اس ٹینڈر میں 80 سے زائد ٹھیکیداروں نے حصہ لیکر اپنے نرخ دیئے۔ 8 دسمبر کو ایویویشن کمیٹی evaluation Committee نے اپنی رپورٹ میں ٹینڈر منظور کر کے کی سفارش کی لیکن چیف ایگزیکٹو آفیسر کیسکو نے اپنے اختیارات استعمال کر کے ٹینڈر منظور کرنے کی بجائے اسکو بورڈ آف ڈائریکٹرز میں بھیج دیا۔ واضح رہے 10 ملین تک اختیار چیف ایگزیکٹو آفیسر کا ہے اور ان 68 کاموں میں سے ہر ایک 10 ملین سے کم تھا مگر بورڈ آف ڈائریکٹرز نے بھی ٹینڈر منظور کرنے کی بجائے اسکو منسوخ کر دیا اور 15 دسمبر 2015ء کو ایک بار پھر ٹینڈر کے ذریعے 22 جنوری 2016ء کو opening رکھا لیکن 22 جنوری 2016ء کو یہ process پھر نہ ہو سکا جس کی بناء پر صوبہ کے 23 اضلاع میں عوام کے بجلی کی اسکیمات بروقت مکمل نہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع

کرے کہ وہ کیسکو کو پابند کرے کہ اس خطیر رقم کو عوامی مفاد میں جلد از جلد استعمال میں لایا جائے۔
میڈم چیئر پرسن:- قرارداد نمبر 84 پیش ہوئی کیا مگر کہ اس کی admissibility پر کچھ وضاحت فرمائیں
گے۔

محترمہ عارفہ صدیق:- جہاں تک قرارداد کی موزونیت کا سوال ہے۔ سب کچھ قرارداد میں واضح کر دیا
گیا ہے۔ اربوں روپے جس سے صوبے کے 23 اضلاع کو بجلی فراہم کرنی تھی کیسکو کی غفلت کی وجہ سے بہت
late ہو چکا ہے۔ کہیں بارٹینڈر کئے گئے لیکن پھر ان کو بار بار منسوخ کر دیئے گئے کچھ دن پہلے CM صاحب
نے ایک اجلاس بھی بلایا چیف ایگزیکٹو کے ساتھ لیکن ابھی تک 54 کروڑ روپے ٹینڈر نہیں ہوئے ہیں۔ اس
لئے میں اس مسئلے کا حل یہ سمجھتی ہوں کہ کیسکو احکام اور ٹھیکیداروں کو آپس میں بیٹھا کر اس کا حل نکالا جائے۔

نصر اللہ خان زیرے:- شکر یہ میڈم چیئر پرسن! ایسا ہے کہ اس حوالے سے پہلے جو اجلاس تھا آغا
صاحب نے اس کی نشاندہی کی CM نے اسپیکر صاحبہ اس وقت روٹنگ دی تھی کہ کیسکو کے چیف آئے تھے۔ اور
اس کے کافی آفیسران آئیں تھے۔ کمیٹی روم میں ہمیں بریفنگ دی لیکن جو مسئلہ تھا آج محترمہ عارفہ صدیق
صاحبہ نے جس بات کی نشاندہی کی واقعاً وہ مسئلہ ابھی تک جوں کا توں اس وقت کم از کم 54 کروڑ روپے ہم
مختلف ممبران نے Identification کی ہیں اپنے village electrification کا دوسرے اسکیمات
جو کم از کم 68 بن رہے ہیں لیکن آج تک وہ ٹینڈر ابھی تک نہیں ہو سکے آج فروری 12 تاریخ ہے اور جون
ہمارے سر پر آ رہا ہے اور ٹینڈر ہوئے اور CO صاحب کے اختیارات تھے کہ وہ جو ٹینڈر ایک کروڑ روپے سے کم
ہو وہ کر سکتا ہے۔ لیکن اُس نے جا کر کے بجائے اس کے کہ اپنے اختیارات استعمال کریں اُس نے جا کر کے
بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اجلاس میں رکھا اور بورڈ آف ڈائریکٹرز نے اس کو ڈیلے کیا اور وہ اُس کو منظور ہونے نہیں
دیا اب مسئلہ یہ ہے کہ چیف ایگزیکٹو کو بلایا جائے کہ اس مسئلے کا آپ حل نکال دے دن بدن یہ لیٹ ہوتا جا رہا ہے
حالانکہ اُن کے اختیار میں اب یہ ہے کہ وہ ٹھیکیداروں کو بلائیں وہ ہمیں بلائیں اس مسئلے کا حل نکال کر دے تاکہ
کام ہو سکے۔ میرے خود اپنے حلقے کے اسکیمات اُن کے پاس پڑے ہوئے ہیں لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ چونکہ یہ
ٹینڈر نہیں ہوئے ہیں۔ لہذا ہم اس پر کام شروع نہیں کر سکتے اس طرح باقی ممبران ہیں تو یہ بڑا serious مسئلہ
ہے I request to CM کہ وہ CO کو دوبارہ بلائیں کہ ہمیں بریفنگ دے اُس دن ٹھیک ہے اُس نے
اپنی کارکردگی بحیثیت اپنی کارکردگی دکھائیں۔ لیکن جو serious issue تھا جس پر ہم نے آغا صاحب نے
بات کی تھی آج محترمہ قرارداد لے آئی وہ ابھی تک حل طلب ہے لہذا میں request کرتا ہوں CM صاحب

سے اس مسئلے کو دیکھیں یہ کروڑوں کا مسئلہ ہے مختلف اضلاع میں عوامی مفاد کا مسئلہ ہے thank you
 madam یہ بالکل صحیح ہے جو قرارداد پیش ہوئی ہے بہت اہمیت کا حامل قرارداد ہے اس میں ایک بات میں
 بتانا چاہتا ہوں یہ جو ڈیلے کیوں ہو رہا ہے؟ اسکیمات جا رہا ہے اور مختلف طریقے سے لیکن پچھلے گورنمنٹ میں ایک
 چیز بتانا چاہتا ہوں اچھا ہے کیسکو کے حوالے سے چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ سب کو بتانا چاہتا ہوں اس
 پر بورڈ آف ڈائریکٹرز جب بنتا ہے وہ ٹیکنیکل لوگوں سے بنتا ہے اُس میں انجینئرز بیٹھے ہوئے ان کو پتہ ہوتا ہے
 کہ واپڈا کے ضروریات ہیں اور اس کے کیا مقاصد ہیں اور ہم نے ان کو سیاسی بنیادوں پر بنایا ہوا ہے اُس
 بورڈ آف ڈائریکٹرز کے پانچ چھ ممبر نواب صاحب اگر آپ اس کو سُن لے اسپر غور کر لے کیونکہ میں تو اس حد تک
 کہا تھا کہ میں کورٹ میں اس کو چیلنج کروں گا۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں کون ہوتا ہے۔ اس میں بیٹھنے کا حق مجھے نہیں
 ۔ ہم لوگ اس میں سیاسی بنیاد پر اس میں جب تک ٹیکنیکل لوگ نہیں آتے ہیں جب تک اُن کی سمجھ میں یہ چیز
 نہیں آئیگی کہ یہ چیز کدھر لگنا چاہئے کتنے کتنا ٹرانسپارمر کتنے کتنے ہیں کتنا تار چاہیے اُس کے material کیا
 ہیں۔

محترمہ چیئر پرسن :- جی مجیب محمد حسنی صاحب پہلے بات کریں گے اس کے بعد آغا لیاقت صاحب مجیب بھائی
 کے بعد آپ بولیں گے مولانا صاحب جی۔

میر مجیب الرحمان محمد حسنی (وزیر محکمہ کھیل و ثقافت) :- میں صرف دو منٹ لیتا ہوں۔

میڈم چیئر پرسن :- جی جی مجیب صاحب۔

میر مجیب الرحمان محمد حسنی (وزیر کھیل و ثقافت) :- شکر یہ میڈم اسپیکر یہ بڑی اہم قرارداد ہیں کیونکہ ہم

سب کے پہلے سال تھے 2013-14 کے بجٹ کے پیسے میرے اپنے حلقے کے ہم نے۔ میں دیئے تھے وہ ابھی
 تک اس پر کام نہیں ہو سکا جیسے عارفہ صدیق صاحبہ نے اس کی۔ میں بتایا کہ یہ ٹینڈر ہوئے۔ اور ٹینڈر جیسے زیرے
 صاحب نے بتایا کہ ٹینڈرز 10 ملین تک یہ ٹینڈر کو۔ کرنے کا اختیار سی او کے پاس ہیں اور اس کے بعد جو اس سے
 زیادہ۔ کے ٹینڈر ہیں وہ۔ کو جاتے ہیں بورڈ آف ڈائریکٹرز کے حوالے سے زمرک صاحب نے ایک بات کی وہ
 ایک لمبا سلسلہ ہے کیونکہ وہ ایک آئینی ادارہ ہیں اس کو ختم تو نہیں کر سکتے ہیں لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ
 ٹینڈرز ان ٹینڈرز کو کافی عرصہ ہوا ہے۔ سی او نے اپنا اختیار استعمال نہیں کیا اور اس نے بھجوا دیا DOD کو اچھا
 CO سے یہ ٹینڈرز واپس سی او کو بھیجے اس نے نہیں کیے اس نے واپس سی او کو بھیجے کہ جی یہ آپ کا اختیار ہے یہ اس
 پر ہم کوئی کارروائی نہیں کرتے۔ اس کے بعد سی او نے یہ ٹینڈرز cancel کیے اس cancelation کے

خلاف جو ٹھیکہ ار تھے 66 میرے خیال میں کنٹریکٹرز تھے کیونکہ 66 کام تھے تو آیا ایک کام پر ایک ٹھیکہ اروہ آپس میں بیٹھے اور انہوں نے کام تقسیم کیے اس cancelation کے خلاف ٹھیکہ ار کورٹ گئے اور یہ معاملہ کورٹ میں پھسا ہوا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ سی او کو بلایا جائے ان سے یہ کہا جائے کہ آپ جو کنٹریکٹ کورٹ گئے ہیں ان کو بلا کر ان کو۔ کریں کہ جی کورٹ میں معاملہ پھر سالوں پھسا رہے گا اور مجھے نہیں لگتا کہ یہ 2018 کے الیکشن تک یہ معاملہ حل ہو جب تک یہ کورٹ نے یہ جو کنٹریکٹرز ہیں یہ اپنا کیس واپس نہیں لیتے شکر یہ جی۔

محترمہ چیئر پرسن :- thank you جی مولانا عبد الواسع صاحب اس کے بعد پھر آغا لیاقت صاحب۔

مولانا عبد الواسع (قائد حزب اختلاف) :- میڈم اسپیکر صاحبہ۔

میڈم چیئر پرسن :- جی جی۔

مولانا عبد الواسع (قائد حزب اختلاف) :- میرا خیال محترمہ عارفہ نے جو قرارداد لائی ہے اس کے ہم حمایت کرتے ہیں بلکہ ہمارے دل چاہتا تھا ہم یا چیف منسٹر صاحب سے بات کر لیں یا منسٹر۔ کے کسی رکن سے بات کر لیں اور یقیناً یہ اپوزیشن کا مسئلہ بھی نہیں ہیں میرے خیال سب اراکین اسمبلی کے۔ اور واپڈ اوالوں سے جو ہم نے رابطہ کیا ہوا ہے جو ہم نے ان سے پوچھا ہے تو سب سے بڑا مسئلہ یہی۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز ہیں جو یہ لوگ۔ کیونکہ سیاسی بندوں پر انہوں نے وہاں سیاسی لوگ ممبر بنایا ہیں لیکن جب کہ بورڈ آف ڈائریکٹرز وہ ٹیکنیکل چیزوں کو دیکھتے ہیں کہ یہ ٹینڈر منظور کرنا ہے یا نہیں منظور کرنا ہے اس کا ریٹ اوپر ہے نیچے ہیں کیا ہے وہ تو اسی مقصد کے لیے بنتے ہیں لیکن سیاسی لوگ جب وہاں بٹھا کر وہ کچھ بھی اس معاملے میں نہیں سمجھتے ہیں میں چیف منسٹر صاحب سے اور اس قرارداد کے حوالے سے میں اس ترمیم کے ساتھ اس قرارداد کا حمایت کرتا ہوں اور آج اس بورڈ آف ڈائریکٹرز کی جتنے بھی ممبر ہیں وہ ختم کر کے واپڈا کے ٹیکنیکل لوگ چیف منسٹر صاحب لگایا جائے جو بھی لگانا چاہتا ہے ہمارے کسی سے وہ نہیں ہیں لیکن ہو ٹیکنیکل لوگ تاکہ کام آگے بڑھیں اور تمام ممبروں کا مسئلہ حل ہو جائیں۔ بلوچستان کے عوام تو سارے ہر ایک ممبر نے پیسے جمع کیے ہیں فنڈ جمع کیے ہیں لیکن کسی کے بھی نہ کھبے لگ جاتا ہے نہ تار لگ جاتا ہے واپڈا اوالوں کو ہم بلا تے ہیں ان سے میٹنگ کر لیتے ہیں سارے کے سارے مسئلہ جا کر بورڈ آف ڈائریکٹرز کے طرف جاتے ہیں ابھی جب کورٹ میں ہیں مجیب محمد حسنی صاحب کہتے ہیں کہ کورٹ میں ہے اسی وجہ سے کورٹ میں ہیں جب انہوں نے ٹینڈر کر لیے ہیں اور ٹھیکہ اروں نے ریٹ دے دیا۔ وہاں جا کر بورڈ آف ڈائریکٹرز نے واپس کر دیا تو دوبارہ نیا انہوں نے وہ جا کر کے۔ کیونکہ سب سے کم ریٹ۔ یعنی جتنی بھی مجھے

واپڈ والوں نے کہا ہے جتنی بھی 10 سال میں - جتنے بھی ٹینڈر ہوئے ہیں یہ سب سے کم ریٹ ٹھکیداروں نے دیا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ممبروں نے وہ - کر دیا ان کے اپنے بھی ترجیحات ہیں پھر بھی ترجیحات ہیں اللہ جانے ان کا کام جانے - یا سمجھتے ہیں یا نہیں سمجھتے ہیں لیکن اب اس ترمیم کے ساتھ اگر ممبران اور اراکین اسمبلی اتفاق کرتے ہیں اور اسے سیاسی مسئلہ نہیں بناتے ہیں تو یہ ممبروں کو ختم کر کے نیا ممبر حکومت بلوچستان یہ حکومتی پارٹی اپنے لوگ ممبران کو دیدیں ہم ان کو - نہیں دیں گے لیکن کم از ٹیکنیکل لوگ کر لیں تاکہ یہ مسئلہ آگے چل پڑے اس کے سوا اس کا کوئی حل نہیں ہیں -

میڈم چیئر پرسن :- Thank you جی آغا لیاقت صاحب پھر ڈاکٹر حامد صاحب آپ -

جناب آغا سید لیاقت علی :- شکر یہ محترمہ یہ مسئلہ پچھلے اجلاس میں میں نے اٹھایا تھا پھر یہاں پر ایک میٹنگ منعقد کی گئی تھی واپڈا کے احکام کے ساتھ - اس میں بورڈ آف ڈائریکٹرز کے نمائندے بھی آئے تھے اور واپڈا والے بھی آئے تھے اس میں جو انہوں نے بریف دی ہمیں - وہ بریف اچھی تقریباً اچھی بریف تھے بڑے اچھے انہوں نے کہا کہ جی یہ شارٹج تھا یہ شارٹج وہ انہوں نے پورا کیا اب جو اصل مسئلہ ہے وہ یہ 66 کروڑ روپے کا ہیں یہ ہمارے پیسے ادھر پسے ہوئے ہیں ان پیسوں پر انہوں نے یہ کہا کہ میں نے یہ ٹینڈر کیا اس وقت بھی اس نے یہ عوی کیا تھا کہ یہ ٹینڈر ہم نے کیا پھر یہ ٹینڈر جو ہے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے دیا پھر وہاں سے - ہو کر آ گیا پھر ہم نے ٹھکیداروں کے ساتھ بات کی پھر ٹھکیداروں نے یہ کہا کہ جی کورٹ میں گئے اب ہم ٹھکیدار کو - کر رہے ہیں ان کو بھلا رہے ہیں اور ان کو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر کے اس معاملے کو حل کریں - بد قسمتی کیا ہوئی کہ یہ معاملہ شاید نہیں حل ہوا ہو گا اس سے - تو میری اس سلسلے میں ایک گزارش ہے کہ اسی pattern پر چیف منسٹر صاحب بہت جلد اسی اسمبلی کی میٹنگ ہال میں سی او کو بمائے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ساتھ بھلائیں - اور ان سے ہم یہ پوچھیں کہ پچھلے میٹنگ میں آپ نے ہمارے ساتھ یہ یہ وعدے کیے تھے اور اب آپ اس کو کیوں پورا نہیں کر رہے تو یہ معاملہ پھر حل ہو کر کے ہم سارے وہاں پر بیٹھے ہوں گے ان سے ایک ایک فرداً فرداً سوال کریں گے کہ جی آپ نے یہ یہ وعدہ کیا تھا آپ نے یہ وعدہ کیا تھا اور پھر ڈیڑھ مہینہ ہو گیا ڈیڑھ دو مہینہ آپ نے تو پھر یہ cancel کر دیا ٹینڈر - ایک تو یہ گزارش - دوسری یہاں پر آپ بات بتاؤں محترمہ چیئر پرسن کہ بورڈ آف ڈائریکٹرز جو ہے یہ واپڈا بناتی ہے فیڈرل گورنمنٹ کے concensus سے اور اس میں ٹیکنیکل لوگ سارے نہیں ہوتے ہیں اس میں 50-50% لوگ ہوتے ہیں کچھ ٹیکنیکل لوگ ہوتے ہیں کچھ non technical لوگ ہوتے ہیں اور یہ جتنے بھی بورڈ آف ڈائریکٹرز جہاں جہاں بنیں ہیں اگر یہ

سلسلہ ہو جائے تو پھر ہمارے بلوچستان والوں کا کسی بھی بورڈ آف ڈائریکٹرز نے جواب ہے بھی نہیں۔ وہاں بھی داخلہ بند ہو جائے اس لیے کہ پی آئی اے نے ہمارے پاس کوئی ٹیکنیکل person نہیں ہیں ہمارے پاس دوسرے جتنے بھی۔ سوئی نادرنگس ہے OGDCL ہے جس کا ابھی ہم نے پی پی ایل ہیں اس میں کوئی ہمارے پاس ٹیکنیکل بندہ نہیں ہیں کہ ہم ان ٹیکنیکل لوگوں کو بلوچستان کے لوگوں کو وہاں پر لے جائیں لیکن دنیا میں جو بورڈ آف ڈائریکٹرز بننے ہیں وہ 50-50% پر بنتے ہیں کچھ لوگ ٹیکنیکل لوگ ہوتے ہیں جو اس تمام جتنے بھی اسکیمز ان کے پاس جاتے ہیں یا پروجیکٹ جاتے ہیں اس کے۔ پر بات کرتے ہیں اور کچھ لوگ پولیٹیکل لوگ یا اسکیمز ان کے پاس جاتے ہیں جو ان کو support کرتے ہیں۔ ان کو areawise کے لیے development کے لیے کرتے ہیں یا کوئی اور اسکیموں کو وہاں پر کرتے ہیں تو میری اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب سے بالکل یہی گزارش ہے کہ وہ اس بورڈ آف ڈائریکٹرز کو بھلائیں اور اس کے ساتھ میٹنگ کر کے ہم ان کو کہیں کہ ہمارے اس مسئلے کا حل آپ کیا نکالیں گے اگر یہ مسئلہ چل نکلا ایک دفعہ تو ہم فیڈرل گورنمنٹ کو لکھیں گے بورڈ آف ڈائریکٹرز کو کریں گے پھر اس سے دوسرے لوگوں کو لائیں گے تو یہ بڑا لمبا ہو جائیگا اور ہمارے اسکیمات ختم ہو جائیں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ جلد سے جلد جس طرح پہلے چیف منسٹر صاحب نے یہ حکم جاری کیا تھا اور اس کو بھلایا تھا اور یہاں پر ہم بیٹھے تھے اسی طرح ایک دفعہ پھر یہ حکم کریں اور اس دفعہ گزارش ہے کہ چیف منسٹر صاحب خود بھی اس میٹنگ میں تشریف لائیں اور اس کو کہیں یہ instruction دیں کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ اسکیم جلد سے جلد مکمل ہو جائے بڑی مہربانی شکریہ۔

میڈم چیئر پرسن:- ڈاکٹر حامد صاحب۔ لیکن kindly request ہے کہ اگر مختصر کیونکہ ابھی ہم نے دو گھنٹے مزید بحث کرنی ہے اگلے ایجنڈے میں Law and order کے حوالے سے۔ جی ڈاکٹر صاحب۔ ڈاکٹر صاحب کے بعد آپ کی باری ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات و بی ڈی اے):- آپ کی بڑی مہربانی یہ point scoring یہ بات نہیں ہو رہی ہیں یہ قرارداد بڑے اہمیت کا ہے نہ اس میں politicize کیا جائے یہ بہت سادہ مسئلہ ہے ہم جب اپنے پیسے لیتے ہیں۔ کے لیے کم از کم 6 مہینے۔

میڈم چیئر پرسن:- جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات و بی ڈی اے):- ہم جب اپنے پیسے دیتے ہیں village electrification یہ چیف منسٹر صاحب کے گوش گزار کرانا چاہتا ہوں energy

department والے اس کو کم از کم 5-6 مہینے اپنے پاس رکھتے ہیں یہ کس لیے رکھتے ہیں ہمیں نہیں پتہ۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ ٹھیکیداروں اور چیف آف کیسکو کے درمیان مسئلہ ہے اگر track ایک کروڑ سے کم پر ہو اس کو کیسکو کا چیف یہ contract award کرنے کا اختیار رکھتا ہے کن معروضات کی وجہ سے انہوں نے اپنے اختیارات ایک کروڑ سے کم والے contract کو بورڈ آف ڈائریکٹرز کو award کیا ہے انہوں نے اس کو کہا کہ بھائی یہ ہمارے پاس کیوں بھیجتے ہو تم تو مجاز ہو خود ایک کروڑ سے دے سکتے ہو اگر ایک کروڑ سے زیادہ ہیں دو کروڑ ہیں تین کروڑ ہیں چار کروڑ ہیں وہ ہمارے بھیج سکتے ہوں اگر ایک کروڑ سے زیادہ ہے ڈیڑھ کروڑ کا دو کروڑ کا چار کروڑ کا وہ ہمیں refer دو اس پر ہم اپنی رائے دیں گے آپ کو۔ لیکن ایک کروڑ سے اگر کم ہیں تو اس جائز ٹینڈرز کو کیسکو کے چیف نے cancel کر لیا اس سے۔ پیدا ہوا وہ شاید اس بیچارے کو احساس ہوا جس طرح معزز ممبران نے کہا کہ 7 کروڑ روپے ہم نے شامل کیے ہیں تو وہ contractors کو دیتا ہے اب اس avoid کو اگر کریں گا کیسکو کا چیف تو کام یہ contractors کے لیے employe کی بات ہوئی اس میں اور کوئی قباعت نہیں ہے رہ گئی پولیٹیکل بنیادوں پر بورڈ آف ڈائریکٹرز بنا ہے فلاناں بندہ رہا ہے اپوزیشن لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں مولانا عبدالواسع صاحب مولانا عبدالواسع صاحب آپ کی توجہ چاہیے ان سے پوچھو کہ۔ میں کتنے ڈاکٹر بورڈ آف ڈائریکٹرز میں ہے۔ ایک۔ تو کیا ہم اس کو تبدیل کر لیں۔ میں زیادتی کروں گا نام نہیں لوں گا جو مولانا عبدالواسع کے وقت میں بورڈ آف ڈائریکٹرز تھا اس میں نوب زدہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے نوب کی پیشیاں بھی بنا رہے تھے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں بھی تھے ہم سے مت اگلاؤ حقیقتیں۔ اگر یہ مجھے بتادیں کہ پچھلے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں کون کون لوگ تھے ٹیکنیکل لوگ۔ یہ مجھے بتادیں یہ اس طرح نہیں ہے بھائی نہ پولیٹیکل بورڈ آف ڈائریکٹرز بنا ہیں نہ کوئی اور چیز بنا ہیں میں نے جا کر بی ڈی اے کے بورڈ آف ڈائریکٹرز بنایا پہلے ایک چیئر مین اور بورڈ آف ڈائریکٹرز ملا کر دنیا جہاں کا کرپشن کیا ہے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں نے اور ڈاکٹر عبدالملک صاحب نے ان کو دیا اس میں ظاہر ہے کہ بی ڈی اے نے ہر طبقے کے تین بندے ہم لوگوں نے لے لیے ہیں تاکہ اس مسئلے کو صاف کر سکیں۔

میڈم چیئر پرسن:- Thank you۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات و بی ڈی اے):- تو میں یہ request کروں گا مولانا عبدالواسع صاحب سے کہ پچھلے ان کے حکومت میں جو بورڈ آف ڈائریکٹرز تھا اس میں کون کون لوگ تھے مجھے بتائیں۔

میڈم چیئر پرسن:- Thank you جی سی ایم صاحب مولانا صاحب اگر اس پرسن ایم صاحب بات کر لیں جی۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):- میں کر لیتا ہوں مولانا صاحب۔

محترمہ چیئر پرسن:- سی ایم صاحب بات کر لیں پھر اس کے بعد آپ کی تحریک التواء ہے اس پر مزید دو گھنٹے بحث ہوگی۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف):- ڈاکٹر صاحب نے بہت کچھ کہتے ہیں کہ نیب زدہ۔ میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ فرشتہ ہے یا نیب زدہ ہیں لیکن ٹیکنیکل تو تھے جو عطاء جعفر ٹیکنیکل تو تھے۔ میں نے ٹیکنیکل کی بات کی ہے میں نے فرشتے کی میرے عرض زرا سن لیں۔

میڈم چیئر پرسن:- ڈاکٹر صاحب میرے خیال اس پر جی جی مولانا صاحب کو اگر آپ ڈاکٹر حامد صاحب please اگر آپ نہ کریں۔

(معزز رکن بغیر مائیک کے بولتے رہے)

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف):- میری عرض زرا سنیں۔

محترمہ چیئر پرسن:- ڈاکٹر صاحب اگر آپ مجھے مخاطب کریں تو بہتر ہوگا۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف):- جھگڑا جو چل رہا ہے اگر آپ لوگ نہیں لگانا چاہتے ہیں تو میرا کوئی پروا نہیں ہے میرے بھی 4 کروڑ روپے ہیں فنڈ۔ آپ کا بھی ہے پھر آپ بھی lapse نہیں کرتے میرا تو ویسے دل سو جاتا ہے میرا کوئی پروا نہیں ہے لیکن میں اس سے خوش ہوں کہ آپ کا کام بھی نہ ہو جائے 60 کروڑ روپے آپ کا lapse ہو جائے آپ کے lapse میں جتنے بھی اضافہ ہو جاتا ہے میں اس پر خوش ہوں لیکن میں گزارش کرتا ہوں اگر وہ حقیقتاً اپنے لوگوں کو بھی نوازنا چاہتے ہیں ایک نیشنل پارٹی کا بندہ اس میں بیٹھا ہوا ہے۔ سیاسی بندہ ہے ایک پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کا ہے پتہ نہیں نواب صاحب مسلم لیگ کا ہے یا نہیں ہے اسکا تو مجھے پتہ نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کام کرانا چاہتے ہیں کیونکہ ٹینڈر اس وجہ سے ٹھکیدار کیوں کورٹ گیا وہ لوگ جب ٹینڈر approve نہیں کرتے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں کہ یا کسی بھی وجہ سے مجھے اس پر پتہ نہیں کہ کیوں approve نہیں کرتے۔ تو اس وجہ سے ٹھکیداروں نے ریٹ نہیں دیا اب ٹھکیدار چلے گئے کورٹ۔ اگر وہ کام کرانا چاہتے ہیں تو مسئلے کا حل یہ ہے۔ نہ ہو تو میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہومبارک ہو۔ جتنے بھی بٹھاتے رہے تو بٹھاتے رہو میرے کوئی پروا نہیں ہے میں تو خوش ہوں۔

محترمہ چیئر پرسن:- جی شکریہ مولانا صاحب اگر سی ایم صاحب اس پر بات کر لیں۔
 ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات و بی ڈی اے):- میں request کرونگا مولانا
 عبدالواسع صاحب سے کہ پچھلے انکی حکومت میں بورڈ آف ڈائریکٹر تھا اُس میں کون تھا؟۔ مجھے بتائیں۔
 میڈم اسپیکر:- thank you جی C.M صاحب۔ مولانا صاحب میرے خیال میں اس
 پر اگر C.M صاحب اگر بات کر لیں۔
 نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):- میں بات کر لیتا ہوں مولانا صاحب۔
 میڈم اسپیکر:- C.M صاحب بات کر لیں۔ اسکے بعد پھر آپ کی تحریک التواء ہے۔ اُس پر 2 گھنٹے
 مزید بحث ہوگی۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف):- ڈاکٹر صاحب بہت، کہتے ہیں کہ نیب زدہ۔ میں نے کبھی بھی یہ
 نہیں کہا کہ فرشتہ ہے یا نیب زدہ ہے۔ لیکن technical تو طے ہے جو عطا جعفر technical تو تھے۔ میں
 نے technical کی بات کی ہے۔ میرا آپ ذرا سن لیجئے۔ cross talking جو ہے اگر نہ
 کریں۔ ڈاکٹر صاحب اگر آپ مجھے مخاطب کریں بہتر ہوگا۔ آپس میں cross talking نہ کریں۔ جھگڑا جو
 چل رہا ہے۔ اگر آپ لوگ نہیں لگانا چاہتے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میرا بھی 4 کروڑ روپے فنڈ آپ نے
 دیئے۔ پھر آپ release نہیں کرتے۔ میرے ویسے بھی laps ہو جاتے ہیں۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔
 لیکن میں اس سے خوش ہوں کہ آپ کا کام بھی نہ ہو جائے۔ 60 کروڑ روپے آپ کے بھی laps ہو جائے۔ آپ کے
 laps پر جتنے بھی اضافہ ہو جاتا ہے میں اس پر خوش ہوں۔ لیکن میں گزارش کرتا ہوں اگر وہ حقیقتاً اپنے لوگوں کو
 بھی نوازنا چاہتے ہیں۔ ایک نیشنل پارٹ کا بندہ اس میں بیٹھا ہوا ہے۔ نا Technicallی سیاسی بندہ۔ ایک
 پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کا پتہ نہیں ہے۔ نواب صاحب مسلم لیگ کا ہے یا نہیں۔ اُس کا تو مجھے پتہ نہیں ہے۔ میں
 سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کام کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ٹینڈر اس وجہ سے، ٹھیکیدار کیوں کورٹ گیا؟ وہ لوگ جب
 tender approved نہیں کرتے ہیں۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ یا، کسی بھی وجہ سے مجھے پتہ نہیں کہ
 کیوں approved نہیں کرتے ہیں۔ تو اسی وجہ سے ٹھیکیداروں نے ریٹ دے دیا۔ اب ٹھیکیدار چلے گئے
 کورٹ۔ اگر وہ کام کرنا چاہتے ہیں تو مسسے کا حل یہ ہے۔ نہ ہو تو میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہوں۔ مبارک ہو
 جتنی بھی بٹھاتے رہے تو بٹھاتے رہو۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں خوش ہوں۔

میڈم اسپیکر:- شکریہ مولانا صاحب! اگر C.M صاحب اس پر بات کریں۔

قائد ایوان:- thank you madam speaker - شکر یہ مولانا صاحب - میڈم اسپیکر! پہلے تو یہ Explain میں کرنا چاہتا ہوں - Explanation دینا چاہتا ہوں اس august house کو کہ یہ جو ساتھی ہمارے کہہ رہے ہیں کہ میرے پیسے - میرے فلانے میری فلانے - ایسی کوئی بات نہیں ہے - یہ پیسے جو ہے وہ عوام کے ہیں - اور ہمارے نہیں ہیں - ہم صرف identify کرتے ہیں اسکیمات - اسکو درستگی کیلئے، اسکو درست کیا جائے - ڈیک بجائے گئے - آوازیں - نہیں نہیں مولانا صاحب - یہ پھر آپ ایک confusion پیدا کر لیں گے - اور ہم جو ہیں through proper channal جو ہے P.C بنتا ہے - پھر اُسکے بعد یہاں P&D میں چلا جاتا ہے - پھر P&D سے finance کی طرف جاتا ہے - اور ہمیں صرف اختیار یہ ہے کہ ہم identiy کرتے ہیں - ہماری اپنی ذاتی پیسے کوئی نہیں ہے - اور نہ ہم یہ چیز کر سکتے ہیں - ایک تو یہ explain کرنا چاہتا ہوں اس ہاؤس کو کہ مطلب اس طرح کی باتیں نہیں ہونی چاہیے یہاں پر - اور دوسری بات یہ ہے کہ انشاء اللہ monday کو تو busy ہے ہم لوگ - thuesday کو پھر میں کوشش کر کے اُنکو بلا لیتا ہوں - پہلے میرا خیال اُسکو ہم لوگ سُن لیں - کیسکو کے چیف کو سُن لیں - کیونکہ وہ آپس میں سب کے سب بیٹھ جائیں گے تو پھر شاید ہو سکتا ہے - اگر پہلے چیف کیسکو کو سُن لیں - پھر اُسکے جو reservation ہونگے - پھر اُسکے ساتھ بات کر کے - اگر اُس نے کہا کہ بورڈ کے ممبران کو بھی بلا لیں چیز میں کو بھی بلا لیں - پھر اُسکو بھی بلا لیں گے - اُسی وقت ایک گھنٹے کا وقفہ کر کے اُن کو بھی بلا لیں گے - ٹھیک ہے Thank you - ڈیک بجائے گئے -

میڈم اسپیکر:- شکر یہ وزیر اعلیٰ صاحب! جی رحمت بلوچ صاحب -

رحمت علی صالح بلوچ (وزیر صحت):- قائد ایوان کے بعد ویسے میں بات نہیں کر سکتا ہوں - لیکن میرے ایک دو تجویز ہیں - ہاں اگر قائد ایوان اجازت دیں گے - چیئر مجھے اجازت دے رہے ہیں - آوازیں - تھتے - ڈیک بجائے گئے -

میڈم اسپیکر:- چلیں جی thank you so much - میرے خیال میں اس قرارداد کو mostly تمام house نے endorse کیا ہے - لیکن پھر بھی میں سوال پوچھتی ہوں کہ قرارداد نمبر 84 کو منظور کیا جائے؟ مورخہ 9 فروری 2016 کے اجلاس میں باضابطہ شدہ تحریک التواء نمبر 1 پر 2 گھنٹے عام بحث - جی قرارداد نمبر 84 منظور ہوا - اب جو تحریک التواء 9 فروری 2016 کو ہم نے منظور کیا تھا - اُس پر 2 گھنٹے بحث کا آغاز کرتے ہیں - تحریک التواء جو ہے وہ مولانا واسع صاحب نے پیش کی تھی - تو اگر مولانا صاحب start

لیتے ہے یا۔

میرسرفراز خان بگٹی (وزیر داخلہ):۔ تحریک التواء پر بحث سے پہلے معزز اراکین سے میں نے اُس دن بھی گزارش کی تھیں۔ آج ایک دفعہ پھر اُس گزارش کو دہرایتا ہوں۔ کہ میری یہ گزارش ہے کہ بہت قیمتی وقت ہے۔ بلوچستان کے لوگوں کے بڑے وسائل لگ رہے ہیں۔ جب ہم یہاں پر بیٹھے اس اسمبلی سیشن کو چلا رہے ہیں۔ خُدا را بڑا مختصر رہیے گا۔ اور 3 قسم کے crime ہے یہاں پر میڈیم اسپیکر۔ جب ہم law and order کی بات کرتے ہیں۔ ایک organize crime ہے۔ جس میں چوری چکاری ہے۔ ہائی وے robberies ہے۔ kidnaping for ransom ہے۔ اس طرح کے crimes ہے۔ دوسری جو crime ہے جسکو ہم Terrorism کہتے ہیں تمام لوگ۔ اور جس کو مذہب کے نام پر violence آپ کہہ دیں۔ جسمیں بم دھماکے ہیں۔ خودکش حملے ہیں۔ اُس میں بھی kidnaping ہے۔ اور تیسرا پھر جو ادھر ایک so-called seperist movement چل رہی ہے۔ اور اُس کے حوالے سے، جسکو عرف عام میں لوگ ادھر ناراض بلوچ اور کیا کیا کہتے ہیں۔ ہم تو اُنکو شروع سے دہشت گرد کہتے ہیں۔ اور اُس میں کوئی چار، پانچ لشکر ہیں۔ براہمدغ بگٹی ایک کو ہیڈ کرتا ہے۔ ایک کو حیر بیار مری کرتا ہے۔ ایک کو جاوید مینگل کرتا ہے۔ ایک کو اللہ نذر کرتا تھا so and so on۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان تینوں کو سامنے رکھ کر، مسائل ہم سب کو پتہ ہے۔ اگر ہم یہ بتانا شروع کر دیں کہ میرے حلقے میں اتنے لوگ مر گئے۔ میرے حلقے میں اتنے دھماکے ہو گئے۔ کوئٹہ میں اس وقت دھماکہ ہو گیا۔ یہ ہم سب کو پتہ ہے۔ یہ ہم جنگ لڑ رہے ہیں۔ کبھی اُنکا تھپڑ زور کا لگتا ہے۔ کبھی ہمارا زور کا لگتا ہے۔ یہ this is part of game ابھی ہم پوری قوم اس دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بڑا سینہ سپر ہوئی ہوئی ہے۔ اب اس معزز ایوان سے یہ گزارش ہے کہ ایک بھر پور تجاویز آنی چاہیے۔ تاکہ اس مسئلے کا کوئی حل کی طرف ہم جاسکیں۔ نہ کہ ہم مسئلے کو بار بار اُچھالتے رہے۔ وہ تو ہے وہ already پوری قوم کو پتہ ہے۔ ہمیں بھی پتہ ہے۔ thank you so much۔

میڈیم اسپیکر:۔ Thank you سرفراز بگٹی صاحب۔ میری خیال میں اس میں ہم سارے clear ہے کہ ہم نے تقاریر نہیں کرنی بلکہ اپنے تجاویز دینی ہے۔ جی زمرک صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:۔ شکریہ جناب سپیکر صاحبہ۔ اُمن و امان کے حوالے سے میں مختصراً ایک پانچ منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ہم جب 2008 سے لیکر 2013 تک جب ہماری گورنمنٹ رہی۔ جس میں ہم اُس میں minister تھے۔ جب ہماری coalition partner تھے۔ اُس میں بھی اُمن و امان کا بہت

بڑا مسئلہ تھا۔ بلکہ جب بگٹی صاحب شہید ہوئے ہے تو اسوقت سے یہ مسئلہ بلوچستان میں زیادہ شدت اختیار کر گیا ہے امن وامان کا۔ اور پھر جب ہماری 2013 کے الیکشن کے بعد جب یہ گورنمنٹ بنی ہے اس صوبے میں یا Federal میں۔ تو بھی امن وامان کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے۔ اور صرف بلوچستان میں نہیں میں یہ نہیں کہتا ہوں۔ ہمارے Minister صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اتنا کہتا ہوں کہ پورے پاکستان میں یہ حالات خراب تھے۔ بلوچستان سے زیادہ پختونخواہ میں خراب تھے۔ پختونخواہ سے زیادہ کراچی میں خراب تھے۔ اور بلوچستان میں خراب تھے۔ لیکن میں یہ بھی تو کہتا ہوں کہ اسوقت جب پچھلی گورنمنٹ تھی۔ اس سے امن وامان بہتر ہوا۔ کچھ اس میں اچھی سی تبدیلی آئی۔ اور ہر فلور پر میں نے یہ کہا ہے کہ یہ تبدیلی صرف یہ نہیں ہے کہ صرف ہماری سیاسی قیادت کی کامیابی ہے۔ بلکہ یہ سیاسی اور عسکری قیادت نے مل کر اس پر بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ اور یہاں تک میں یہ کہتا ہوں کہ ابھی جو حالات ہیں بلوچستان کے۔ ابھی پھر تبدیل ہونے لگے۔ change ہو رہا ہے یہ law and order کا مسئلہ جو ہے پھر پیدا ہو رہا ہے۔ ابھی اگر آپ سال پہلے دیکھ لیں تو اتنا زیادہ شاید نہیں تھا۔ ابھی جب یہ سوچ اور فکر جو وہ لوگ جو دہشت گرد ہیں وہ اپناتے ہیں۔ چاہے مختلف شکل میں۔ چاہے مختلف شکل میں۔ چاہے وہ مزاحمت کار ہیں۔ چاہے وہ کسی اور sectarian اس میں involve ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ یہ سلسلہ پہلے نہیں تھا 2 سال پہلے۔ کہ اسکولوں کے اندر جا کر بچوں کو شہید کیا جاتا تھا۔ یونیورسٹیوں کے اندر جا کر جوانوں کو شہید کیا جاتا تھا۔ یہ سلسلہ تو کبھی نہیں تھا۔ یہ تو ابھی شروع ہوا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپوزیشن میں رہ کر ہم اپنے اس law and enforcement agencies کو۔ ہمارے جو آپ کے Home Departments ہے ان سے related جتنے بھی departments ہیں۔ ہم اپنے ذہن کے مطابق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ انکو تجاویز دینا چاہتے ہیں۔ اور انکو کچھ مثالیں دینا چاہتے ہیں کہ دیکھ لیں کوئٹہ میں یہ ہوا۔ بم blast ہوا۔ آپ دیکھ لیں اس بم دھماکے میں کون شہید ہوئے؟ اس میں ایسے جوان شہید ہوئے جو چائنا سے آئے ہوئے پڑھتے ہوئے یہاں پر آئے اور چھٹیاں گزارنے کیلئے آئے اور شہید ہوئے۔ اور 2 یونیورسٹی کے جوان اس میں شہید ہوئے۔ تو اسکو تو چھوڑ دو وہ ہمارے یونیورسٹیوں میں کیا ہو رہا ہے؟ ہمارے کالجوں میں کیا ہو رہا ہے؟ ہماری بہن نے جو قرارداد پیش کیا اسکا مقصد یہ تو نہیں ہے کہ ہم Law and order کی جتنی secrecy ہو ہمیں یہاں پر بتادیں۔ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کم از کم ہمارے لوگ یہ امید رکھتے ہیں کہ ہم نے آپکو کس لیے منتخب کیا ہوا ہے۔ کم از کم فلور پر انکی حالات کی بہتری کیلئے بات تو کریں۔ وہ کہتے ہیں ہم نے آپکو ووٹ دیکر وہاں پر کس لیے

بھیجا ہے۔ اس لیے بھیجا ہے کہ آپ جا کر ادھر ہنسی مزاق کرتے رہیں۔ آپ وہاں جا کر چائے پیتے رہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہمارا بجلی کا مسئلہ حل کر دیں۔ ہمارا زراعت جو ہے اُسکو بہتر بنالیں۔ ہمارے روڈ صحیح کر لیں۔ ہمارے اسکول functional کر لیں۔ ہمارے ہسپتالوں میں اچھے علاج وہاں پر مل جائیں۔ ہمارے law and order کے مسئلے کو حل کر دیں۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ جی ہم بحث نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم جو ہیں ایک دوسرے سے جو ہیں چھپتے رہیں۔ تو وہ کبھی بھی ہمیں منتخب نہیں کریں گے۔ ہم یہی چاہتے ہیں، آج میں گیا تھا چمن میں ہمارا جلسہ تھا۔ وہاں پر چمن میں کیا ہو رہا ہے۔ قلعہ عبداللہ میں کیا ہو رہا ہے۔ ثروہ میں کیا ہو رہا ہے؟ یہاں چنگوڑ میں کیا ہو رہا ہے؟ ٹھیک ہے کچھ بہتر ہے۔ لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ جس طرح ہمیں بریفنگ دیں گے۔ ہم اُسکے مطابق آپکو تجاویز دیں گے۔ آپ اپنے اُس system کو ٹھیک کر لیں۔ جو پولیس ہے۔ پولیس میں کتنی آپکی بھرتیاں ہیں؟ میں سوال کر سکتا ہوں کہ کتنے ہزاروں لوگ ہیں۔ پھر ہم نے اس صوبے کو F.C کے حوالے کیوں کیا ہے۔ آپ بتادیں کیوں؟ جب ہمارے پاس لیویز موجود ہے۔ ہم نے اُس لیویز system کو فعال کر دیا، active کر دیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ لیویز آئے۔ ہمارے قبائلی لوگ اُس میں بھرتی ہو جائیں۔ ابھی بھی ہم اُنکو بھرتی کر رہے ہیں۔ بھرتی کر رہے ہیں۔ پھر بھی ہمارے وہاں پر F.C بیٹھی ہوئی ہے پھر کیوں؟ اور پھر کیوں بہتر نہیں ہو رہا ہے؟ اور پولیس یہاں صرف کونٹہ میں بھی ہمارے لیویز، پولیس جو ہے فعال نہیں ہے۔ اس لیے کہ F.C کام کر رہے ہیں۔ آپ جا کر۔ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس میں سب سے بڑی خرابی ہماری Political leadership کی ہے۔ ہم جدھر بھی ہیں، ہمارے اس ہاتھ میں جو بھی system ہے۔ ایک ہے آرمی۔ ایک ڈسپلن ہے اُس میں ایک system ہے۔ وہ چلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاتھ میں جو system ہے ہم اُس میں سفارش کی بنیاد پر لوگوں کو بھرتی کرتے ہیں۔ ہمارے اس پولیس میں ایسے سپاہی تھے جو انواء برائے تاوان میں involve ہیں۔ قتل و غارت میں involve ہیں۔ بموں میں اور دھماکوں میں ملوث ہیں۔ تو پھر اس system کو ٹھیک کر لیں۔ آپ اسکو بہتر کر لیں۔ آپ وہ سفارش نہ مانیں۔ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اس گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں جو ایماندار پولیس آفیسر ہے۔ جنکے گھروں میں گھس کر وہ خود کش دھماکے ہوئے ہیں۔ ابھی وہ کس طرح کرتے رہیں گے۔ آپ ان لوگوں کو Protection دیدوں جو ایمانداروں سے کام کرتے ہیں۔ کیونکہ اُنکا ذاتی مسئلہ بن جاتا ہے پھر۔ اور وہ جو ہماری گورنمنٹ ہے وہ پھر اُنکو بھول جاتا ہے کہ یہ۔ اور وہ مجبور ہو کر پھر کدھر سامنے جائیں گے۔ کیونکہ آپکے نیچے لوگ جو ہے وہ stant نہیں لیتے ہیں۔ آپکے پولیس میں ہے۔ آپکے law

mint and force میں سب کا کہونگا۔ لیویز کہونگا، پولیس کہونگا۔ A.T.F کہونگا۔ جو بھی ہے۔ اُس system میں، اُس سفارش کی بنیاد جو ہے اُسکو ختم کیا جائے۔ کسی کی بات نہ مانی جائے۔ نواب صاحب! آپ ہماری بات نہ مانے کہ میری سفارش پر آپ انسپکٹر کو بھرتی کرو۔ آپ میری سفارش پر لیویز سپاہی کو بھرتی کرو۔ آپ میرٹ کو بناؤ تو یہی پولیس والے، یہی ہمارے بھائی F.C میں بھرتی ہے۔ ایک بھائی پولیس میں ہوگا۔ دوسرا بھائی F.C میں ہوگا۔ وہ کام کر سکتا ہے یہ کام نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اُس معیار پر نہیں اترتا ہے۔ اگر یہ معیار پر پورا اترے گا اور آپ پولیس کو وہی facilities دیدیں جو آرمی کے پاس ہے۔ وہی ammunition دیدیں جو آرمی کے پاس ہے وہی ٹریننگ دیدے جو آرمی کے پاس ہے۔ تو دیکھتا ہوں کہ کس طرح یہ دہشت گردی کو سنبھال نہیں سکتے ہیں۔ ہم نے ہزاروں بھرتیاں کیں ہیں۔ جس طرح P.I.A ہماری آج privitise ہو رہی ہے۔ کیونکہ ہم نے اتنے لوگوں کو گھسائے ہوئے ہیں کہ صرف اپنے سیاسی فائدے کیلئے کہ اگر پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ بنتی ہے تو P.I.A کو انہوں نے بھی (زر داری صاحب) نے پتہ نہیں کتنے ہزار لوگ اُس میں بھرتی کیئے۔ اگر میاں صاحب کی گورنمنٹ بنتی ہے وہ بھی ہزاروں بھرتی کر دیتے ہیں۔ پولیس کی department بھی اسی طرح کہ I.G کی بات مانی جاتی ہے۔ ہم یہاں I.G کو blam کرتے ہیں یہ غلط ہے۔ ابھی آپکے کے ہاتھ میں ہے۔ آپ دیکھ لو وہ آپ کی بات مانیں یا کر لو آپ کس طرح کر سکتے ہیں۔ وہ وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ پالیسی بناؤ، سسٹم بناؤ۔ ٹھیک ہو جائیگا سسٹم۔ اگر آپ یہ جتنا خرچہ F.C پر کرتے ہو۔ یہی پیسے اٹھا کر پولیس پر خرچ کر لو تو پولیس کا سسٹم ٹھیک ہو جائیگا۔ اور ان لوگوں کو، انکی ساری تفصیلات منگوا لو۔ جو جو بھی آدمی بھرتی ہوئے۔ آپکے ٹیچرز بھی ایسے ہیں جنکی جو documents ہیں وہ جعلی ہیں۔ جعلی لوگ جنکو پڑھانا ہی نہیں آتا ہے ہم نے انکو ٹیچر بھرتی کیا ہے۔ انکے سارے جعلی documents ہیں۔ اُس کا میٹرک جعلی ہے اُس کا ڈل جعلی ہے۔ اُس کا F.S.C جعلی ہے۔ آپ اُسکی جانچ پڑتال کر لیں۔ آپ کی جتنی پولیس، جتنے بھی لوگ ہیں۔ جتنے بھی بھرتیاں ہوئی ہیں۔ 20 ہزار ہیں، 30 ہزار ہیں، 40 ہزار ہیں۔ مجھے تو انکی تفصیل نہیں معلوم۔ آپ بٹھائیں، ایک سسٹم بنائیں۔ کمپیوٹرائزڈ کر لیں۔ سب لوگوں کا ڈیٹا اکٹھا کر لیں۔ کدھر کارہنے والا ہے۔ کون ہے انکا۔ انکا خاندان کون ہے۔ کس کی سفارش پر بھرتی ہوئی ہے۔ آپکو ساری تفصیل آجائیگی۔ پھر انکی جو ہے، ضروری نہیں ہے کہ کوئٹہ کا آدمی کوئٹہ میں ڈیوٹی کریں۔ کیوں کریں؟ آپ لورالائی سے منگوائیں فورسز۔ اور کوئٹہ کا جو ہے چمن بھوادیں۔ چمن کا تربت بھوادیں۔ نہیں ایسا نہیں کہ دُور دُور تک بھوادیں۔ کم از کم انکو اپنے حلقے میں رکھیں گے۔ تو اُس حلقے میں اپنے تعلقات برھائیں۔ آرمی میں

یہ سسٹم ہے کہ ایک چیک پوسٹ پر ایک آدمی کو دو دن تک نہیں رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ جو حساس جگہ ہے۔ جو vary sensitive area ہے۔ اُسکو اس لیے کہ وہ تعلقات نہ بنائیں۔ کسی سے بھی تعلقات نہ بنائیں۔ آپ کم از کم یہ سسٹم اپنائیں تو یہ ٹھیک ہو جائیگا۔ اور law and order کی suggestion ہے بلوچستان میں روز بروز ختم ہے۔ ابھی جو ہماری بہن نے کہا کہ آپ اسکو جو ہے ایک system، ایک security دیدیں۔ تو security آپ کس طرح دیں گے؟ آپکو پتہ ہے کہ آپ کس طرح security دیں گے۔ سب کو پتہ ہوگا کہ کتنے لوگ ہیں۔ کس طرح آپ کرو گے۔ تو کم از کم آپ پہلے سے ہی بندوبست کریں۔ جب مارچ میں یہ open ہوگا تو یہ خدانخواستہ یہ امن وامان کا مسئلہ تو سب سے بڑا جو ابھی وہ سوچ بنا رہے تھے۔ یہ جو دہشت گردی ہو رہی ہیں۔ یہ تخریب کار جو ہے یہ اتنے تیز ہیں۔ کیونکہ منفی سوچ رکھنے والے لوگ بہت تیز ہوتے ہیں۔ اور جب مثبت کام کرتے ہیں وہ بہت slow ہوتے ہیں۔ کہ ایک بلڈنگ کو بنانے کیلئے آپکو 3 سال چاہیے۔ اور اسکو تباہ کرنے کیلئے 5 سیکنڈ میں آپ بم رکھ لیں اسکو تباہ کر سکتے ہیں۔ یہ منفی سوچ ہے۔ تو یہ منفی سوچ جو ہے یہ بہت active ہوتے ہیں۔ بہت تیز ہوتے ہیں۔ کم از کم ہماری اپوزیشن لیڈر اپنی speech میں کہیں گے۔ انشاء اللہ ہم اسکو بہتر کرنے کیلئے جو بھی possible جو بھی طریقہ ہوگا ہم کچھ ایسی باتیں جو پھر بھی بتائیں گے۔ ہماری Home secretary صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری I.G صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے جو بھی concerend لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس میں ہمت کریں اور اُنکے پیچھے لگ جائیں۔ اور ابھی جو ہمارے Education جو ہے۔ ہمارے تعلیمی ادارے کھل رہے ہیں۔ اسکو کم از کم آپ سب سے top priority پر لے لیں۔ اس کیلئے ہم نے کیا بندوبست کرنی ہے۔ جس طرح آپ مناسب سمجھتے ہو۔ ہم وہ سوال آپ سے کم از کم اسمبلی میں نہیں کریں گے کہ آپ نے کیا بندوبست کیلئے ہیں۔ کیونکہ آپ کہتے ہو کہ ہم اسکو واضح طور پر آپکے سامنے نہیں بتا سکتے ہیں۔ تو یہ ہماری کچھ تجاویز تھیں۔ ہمارے تو ایسے حالات ہیں کہ میں اُس پر زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤنگا کہ میں نے آپکو کہا کہ چمن میں لوگ گھروں میں گھستے ہیں گینگ کی صورت میں۔ 10, 15 لوگ اکٹھے ہو کے رات کو گھروں میں گھستے ہیں۔ اسپرے اُنکے پاس ہے۔ اسپرے کر کے بچوں، عورتوں جتنے بھی جوان مرد، خواتین جتنے بھی ہیں اسکو بے ہوش کر کے آرام سے 2, 3 گھنٹے کارروائی کر کے لُٹ مار کر کے جاتے ہیں۔ لوگوں کے گھروں میں، وہاں پر ہمارے Ex-Minister تھا کینیڈن عبدالخالق۔ اُسکے بھائی کے کلینک میں اندر گھس کے یہ جو شام کے ساڑھے 5 بجے تھے۔ گھس کر نقاب پوش لوگ اُنکے دو بندوں کو مارے۔ اُنکو خدانے بچایا ہوا تھا۔ یہ 3 دن 4 دن

پہلے کی بات ہیں۔ اور اس طرح لوٹ مار ہو رہی ہے۔ نہ ڈاکٹر محفوظ ہے۔ نہ انجینئر محفوظ ہے۔ کون محفوظ ہے اغواء برائے تاوان وغیرہ میں؟ ابھی رُخ بدل گیا۔ ہمارے سابق منسٹر تھا کیپٹن عبدالخالق اُس کے بھائی کے کلینک میں اندر گھس کر شام کے 5 بجے تھے، گھس کے نقاب پوش لوگ اُس کے دو بندوں کو مارے اور اُس کو خدا بچایا ہوا تھا، یہ تین، چار دن پہلے کی بات ہے۔ اور اس طرح لوٹ مار ہو رہی ہے نہ ڈاکٹر محفوظ ہے نہ انجینئر محفوظ ہے، کون محفوظ ہیں اغواء برائے تاوان میں ابھی رُخ بدل گیا ایجوکیشن کی طرف یہ دہشت گردی چلی گئی۔ تو یہ کچھ باتیں ہیں اس پر غور کریں انشاء اللہ ایجوکیشن آپ کے ساتھ ہیں جو بھی ہیں ہوگی ہم لاء اینڈ آرڈر کا ایک ایسا مسئلہ ہے کہ سب کا مسئلہ ہے یہ صرف ٹریڈری پیچیز کا نہیں ہے نہ اپوزیشن کا ہے یہ پوری عوام کا ہے۔ یہ بلوچستان کے عوام کا ہے اور مل جل کر کے ان کو حل کریں گے۔

Thank you very much.

میڈم چیئر پرسن:- Thank you so much جی مولانا عبدالواسع صاحب۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف):- شکر یہ میڈم چیئر مین صاحبہ! میرے خیال میں تحریک التواء جو دھماکے ہوئے تھے اور اُس میں جو ہمارے سیکورٹی فورسز کے جوان شہید ہوئے اور اُس میں عوام شہید ہوئے اور اُس میں قومی املاک کو نقصان پہنچے اور ظاہر بات ہے کہ اس ہاؤس جو ایک ایسی جگہ ہے کہ اس میں بات بھی ہو سکتی ہے اور اس پر تجاویز بھی آسکتے ہیں اس میں اس پر آفسوس بھی کیا جاسکتا ہے اور اس میں اس کے تعزیت بھی ہو سکتی ہے لہذا سب سے پہلے میں وزیر داخلہ صاحب کا مشکور ہوں لیکن یہ ایک دو اجلاس میں زیادہ جذباتی ہوتا ہے پتہ نہیں ہے وہ کیوں اتنے زیادہ جذباتی ہوتا ہے بلکہ ہمیں ان کے دھماکے پر بھی زیادہ آفسوس ہے، اور ان کے دھماکے کے حوالے سے جو ان کے اوپر دھماکہ ہوا ہے اور اس کے بھی اس پر آفسوس کرنے کا جگہ بھی یہ معزز ہاؤس ہے ہم ادھر کر سکتے ہیں تو اگر وہ کل ہمیں کہیں گے کہ میرے اوپر ہو گیا باقی اگر آپ کو کچھ معلومات ہیں تو دے دو اگر نہیں ہے تو میرے اوپر دھماکہ ہوا ہے آپ نہ روئے اور نہ مذمت کریں میرے خیال میں یہ میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ ایک طریقہ کار ہے۔ ہم نہ اُن کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں کہ یہ سب کچھ آپ کے وجہ سے یا آپ کے ذات کی وجہ سے ہیں لیکن ظاہر بات ہے ہم صوبے کے رہنے والے ہیں اور عوامی نمائندے ہیں، مشاورت کا جگہ یہی ہے اور تجاویز کا جگہ یہی ہے اور رونے کا جگہ یہی ہے۔ میرے خیال میں اس واقع کی مذمت ہو چکی ہے لیکن پھر بھی ہم اس ہاؤس کی طرف سے مذمت کرتے ہیں لیکن آگے جا کے مذمت کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے سارے ایسے اقدامات ہو سکتے ہیں اگر حکومت کچھ بیداری کر لیں اور حکومت کچھ ان سے کام لیا جائے۔ میں ایک مثال وزیر داخلہ صاحب کو دے دوں گا جب لورالائی میں جب رات

8 بجے اور مہمان خانے پر 15, 16 دہشت گرد آئے زیارت میں یا لورالائی مطلب بارڈر ہے قریب قریب بارڈر لگتا ہے۔ زیارت ہو لورالائی۔ تحصیل کے حوالے سے زیارت میں لگتا ہے۔ تو آٹھ بجے جب پندرہ دہشت گرد آئے اور آٹھ بجے سارے مہمانوں کو دیوار کیساتھ کھڑا کر کے ان میں سے 6 بندوں ساتھ لے گئے یہ ابھی بتائیں کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ یہ دہشت گرد چھ بندے انہوں نے اٹھایا اور کس طرح لورالائی سے قلعہ سیف اللہ تک پہنچ گئے۔ یعنی اس کے لیویز کدھر تھے لورالائی سے قلعہ سیف اللہ تک 30 چوکیاں ہیں اس کے پولیس کدھر تھے باقی ایف سی کے چیک پوسٹیں کدھر تھے لیکن یہ کیسے قلعہ سیف اللہ تک پہنچ گئے اور یہ اللہ کا کرم تھا کہ اگر ان کی گاڑی بند نہ ہوتا۔ بارش کی وجہ سے نہ کوئی ایک برآمد ہوتا نہ کوئی چھ برآمد ہو سکتے تھے، اگر کوئی کہتا ہے یا حکومت کہتی ہے کہ ہم نے چھ بندوں کو بازیاب کر لئے۔ کسی نے recover نہیں کئے ان کی گاڑی بند ہو گئی اور گاڑی بند ہونے کی وجہ سے وہ لوگ نہیں جاسکتے تھے وہ لوگ بھاگ باغات میں چلے گئے اور دہشت گرد اپنے معاملے میں پڑھ گئے اور پھر جا کے دو لوگ ان کے ساتھ تھے اور یہ پورا دن اور پورا رات یہاں سے ہیملی کا پٹر وغیرہ سب کچھ استعمال ہوتے تھے یعنی وہ کیسے بارڈر تک پہنچ گئے یعنی یہ کس طرح نکل گئے، ظاہر بات ہے کہ آپ کے نہ کوئی چیک پوسٹ ہے نہ کوئی لیویز ہے نہ آپ کے کوئی پولیس ہے میرے خیال میں اس طرح بات بھی نہیں ہے کہ ہر چیز کو دہشت گردی میں ڈال دیتے ہیں۔ ابھی مجھے اپنے قلعہ سیف اللہ، نواب صاحب تو چلے گئے میں اور نواب صاحب دونوں قلعہ سیف اللہ کے ہیں، جا کے 100 سے زیادہ چیک پوسٹیں ہیں لیویز کے اگر کسی بھی چیک پوسٹ پر اگر آپ نے لیویز والے کو پایا جب آپ پوچھ ان سے پوچھتے ہو کہ یہ چونکی کیوں خالی ہیں کہتے ہیں کہ طالبان ہمیں مار دیتے ہیں بھائی جب طالبان آپ کو مار دیتے ہیں تو پھر آپ نے ہمیں طالبان کے حوالے کر دیئے، کوئی بھی اپنا ذمہ داری نہیں نبھاتے ہیں نہ کوئی ڈی سی رات کو گھر سے نکلتے ہیں نہ کوئی لیویز والے ہوتے ہیں نہ وہاں کوئی ایف سی والے کسی کو روک لیتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ معاملہ اتنا بھی نہیں ہے کہ بس جو کچھ ہو جاتا ہے اور ہم سارے دہشت گردی پر ڈال دیتے ہیں کہ بھائی دہشت گردی ہے۔ یہ تو دہشت گرد ہے کہ بازار میں پھر رہا تھا اور اپنے آپ کو blast کر دیا یہ تو ہم ان کے ذمہ ڈال دیتے ہیں۔ وہاں جا کے اس کا کیا کہتے ہیں یہ ابھی جو زمرک خان صاحب کہتے تھے کہ وہاں جا کے لوگ پورا گھر میں داخل ہو جاتے ہیں اور اسپرے کرتے ہیں، چمن پرامن شہر تھا لیکن ابھی جا کے چمن کے حالات اس طرح ہے کہ کسی نہ کسی رات میں دو یا تین واقعات اس طرح کے ہوتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں حکومت اپنے انتظامات کر لیں، جا کے میں اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کرتا ہوں شاید ہر ضلع کی اسی طرح کے حالات ہیں کیونکہ میں پورے بلوچستان

میں پھرتا جاتا ہوں، رات میں بھی جاتا ہوں اور دن میں بھی جاتا ہے اگر کوئی لیویز کے چیک پوسٹیں ہیں آپ اپنے چیک پوسٹوں کو وہ کر لیں۔ آپ وزیر داخلہ صاحب آج آرڈر کر دیں۔ میرے گھر کی طرف جو راستہ جاتا ہے اُس راستے میں تین چیک پوسٹ ہیں میں جب رات یا دن کو جاتا ہوں ایک لیویز والا نہیں ہے ہر ایک دس دس بندوں کا وہاں آرڈر ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر معاملہ اس طرح ہو آپ خود اُن کو دعوت دیتے ہو آپ خود اُن کو ایک ایسے massage دیتے ہیں کہ بھائی لیویز والے بھی مجھ سے ڈرتے ہیں اور وہ جا کے، اگر کسی گاؤں میں ہیں تو میرے گاؤں کے اپنے چوکی کے جو لوگ ہیں لیویز کے وہ جا کے گاؤں کے اندر ہسپتال ہے اُس ہسپتال میں رہتے ہیں جب اُن سے پوچھتے ہیں کہ اپنے چوکی پر کیوں نہیں جاتے ہو اپنے تھانے کیوں نہیں جاتے وہ کہتے ہیں کہ طالبان ہمیں مار دیتے ہیں اگر طالبان سے وہ ڈرتے ہیں تو ایک ایف سی والے بھی اُن کے ساتھ کر لیں یا دوسرا بند و بست کریں کر لیں تو عوام نے کیا گناہ کی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت، یہ تو پھر بھی ان لوگوں کا یا اللہ کا یہ کرم ہے کہ ہمارے اتنے چھوٹے سے یعنی مہنے میں یا دو مہنے بعد ایک واقعہ ہوتا ہے اگر ہماری حکومت کی سردمہری ہے یا ہماری لوگوں کی یہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو آگے جا کے یہ چھ لوگوں کا جو ابھی تک ہمارے سامنے نہیں لایا ہے اگر وزیر داخلہ صاحب اگر وہ بتا سکتے ہیں اگر معلومات ہیں وہ چھ بندے جو انہوں نے اغواء کر لئے کانوئی تک پہنچ گئے کانوئی سے آگے جا کے بھی ہمیں یہ معلومات نہیں ہے کہ وہاں وہ 15 کے 15 چلے گئے یا ایک دو اُن کے ہاتھ میں آگئے یا نہیں آئے یہ بھی ہمیں پتا نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اپنے انتظامات کر لیں اپنے اقدامات کریں، اقدامات کے ساتھ ساتھ اُس کے کچھ اسباب بھی ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی اس ہاؤس نے غور کرنا ہوگا کہ یہ ہمارے بلوچستان میں جو یہ سب کچھ ہوتا ہے کیا یہ لشکر جھنگوی یہ صفاء صحابہ اس کا مرکز جھنگ میں نہیں ہے، اس کا وہاں پنجاب میں اس کے سارے کو اڑ پ پنجاب میں نہیں ہے لیکن وہاں ایک پٹا اُدھر نہیں چلتے ہیں اور یہ سارے یہاں آ کے کارروائیاں کرتے ہیں کیوں۔ یہ بھی پاکستان ہے، یہی قومی ایکشن پلان اُدھر بھی لاگو ہے یہی سارے سب کچھ اُدھر بھی ہے اور پھر اس کے بارے میں جو ہم اقدامات کرتے ہیں اس سے اور ہمارا معاملہ بگڑ جاتا ہے کارروائی اُدھر ہوتے ہیں اور ہم جا کے پرائمن مدارس پر چھاپے لگاتے ہیں، ہم یہاں جا کے پرائمن لوگوں کو گرفتار کرتے ہیں، جب ہم یہاں سے جا کر کے اس کے رد عمل میں تبلیغی جماعت پر پابندی لگاتے ہیں، تو جب ہم اس کے رد عمل میں ہم اور لوگوں کو جذباتی بنا دیتے ہیں اور اُن کے لئے رد عمل پیدا کرتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان اسباب پر بھی ہمیں غور کرنا پریگا۔ اور وزیر داخلہ صاحب کا آج یا کل میں بیان پڑھ رہا تھا کہ یہ سی پیک کے حوالے سے دہشت گرد اس کو

نا کام بنانے کیلئے اس کو کرتے ہیں تو ہمارے لوگوں کے دلوں میں پہلے سے یہ بات ہے، بلوچستان کے عوام پہلے سے بد اعتماد ہے کہ یہ ہمارے اس راہداری کے وجہ سے اس قسم کے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں اور اگر وزیر داخلہ صاحب کا یہ بیان بھی اس کے ساتھ لگایا جائے تو کیا مطلب راہداری کا تو سب سے بڑا حصہ اور سب سے زیادہ حصہ وہ تو پنجاب میں خرچ ہو رہا ہے اور ہمارے اُن سے لڑائی بھی اس بات پر ہے اور ناراضگی بھی اس بات پر ہے کہ اس کا ایک چوتھائی حصہ یا دسواں حصہ ہمیں دیا جائے لیکن ہمیں نہیں ملتے ہیں اور پھر کدھر جب ادھر راہداری ہے نہیں جب وہ ہمیں دیتے نہیں، اور پھر اُس حوالے سے دھماکے بھی ہمارے اوپر ہو رہے ہیں اور دہشت گردی بھی ہمارے اوپر ہو رہا ہے اور پھر اس کے آڑ میں نہ فنڈز نہ ڈو پلینٹ نہ اپنا حق دیا جاتا ہے تو یہ سارے اسباب و عوامل کو یکجا کر کے تو کیا سوچ لیتے ہیں میڈم اسپیکر صاحبہ یہ کافی غور کی بات ہے یعنی سب کچھ یہاں بلوچستان میں یعنی مجھے راہداری بھی نہیں ملتے ہیں اور راہداری کی وجہ سے میرے بچوں پر حملے بھی ہوتے ہیں میرے فورسز حملے بھی ہوتے، میرے عوام پر حملے بھی ہوتے ہیں اور یہاں اپنا حق بھی نہیں دیا جاتا ہے اور ہمارے لوگوں کو استعمال کر کے اس قسم کے حالات بھی پیدا کیا جا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں اس طرح کے صورت حال اسباب اور عوامل ہم اس حوالے سے پورے ہاؤس کے طرف سے پھر مرکزی حکومت سے ہم فیڈریشن سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ بلوچستان کو حق دیا جائے سب سے زیادہ عنصر جو شامل ہیں جو لوگ ان کے لئے استعمال ہوتے ہیں وہ وہی لوگ استعمال ہو رہے ہیں جو حقوق کے نام سے جو نا انصافی کے آڑ میں اُن کو استعمال کر کے اور بیرونی قوتیں اُن کے جذبات کو استعمال کرتے ہیں اور بار بار ہم نے اُن کو کہا ہے ابھی مجھے بتائیں کہ یہ اقتصادی راہداری اگر دیکھا جائے ہمیں الفاظ کی حد تک کہتے ہیں کہ ہم آپ کو اقتصادی راہداری دیتے ہیں ہم آپ کو اقتصادی راہداری دیتے ہیں کدھر دیتے ہیں اور یہ کیوں ہمیں وہ دھوکہ دیتے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر تو سنہا لو کس لئے بیٹھے ہو، لاء اینڈ آرڈر سنہا لو اس حوالے سے پھر کہتے ہیں اور اس کو بہانا بنا کے میرے حق کو بھی سلب کرتے ہو اور میرے خون بھی بہاتے ہو اور اسی بہانے سے مجھے قتل بھی کرتے ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی لاء اینڈ آرڈر نہیں ہے مجھے اپنا حق دیا جائے اسباب کو ختم کیا جائے اور نوجوانوں کو رائے راست پر لانے کیلئے یہی وجہ ہے کوئی بھی اپریشن مسئلے کا حل نہیں ہے لیکن مسئلے کا حل یہی ہے اور اس اسباب و عوامل کو ختم کر کے اور حکومت اپنے انتظامات مکمل کر لیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پھر بھی واقعات تو ہوتے ہیں، واقعات پھر بھی نہیں روک جاتے ہیں، واقعات پھر لوگوں کا اعتماد بحال ہو۔ جب بلوچستان کے عوام کے اعتماد بحال ہو جاتے ہیں اس کے بعد پھر سب اکٹھے ہونگے اور خندا پیشانی سے ان کا مقابلہ کریں گے لیکن جب ہم ادھر جل رہے ہیں اور ہمیں ادھر کچھ

بھی نہیں مل رہے ہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ انہی کی وجہ سے جو کچھ دیتے بھی نہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے وجہ سے اگر یہ نہ ہوتا تو ہم آپ کو رہداری دیتا یہ سب کچھ اسی وجہ سے تو میں سمجھتا ہوں کہ اپنے اسباب و عوامل کو ختم کیا جائے اور اپنے لیویز اور پولیس کو بحال کیا جائے اور تمام چوکیوں کو میں آج بھی وزیر داخلہ صاحب کو کہتا ہوں کہ میرے قلعہ سیف اللہ میں بحال نہیں کیا تو میں اس ہاؤس میں آپ سے حق رکھتا ہوں اور آپ پوچھتا ہوں کہ آپ اُس وقت ناراض ہوتے تھے اب جا کے چوکیوں کی کیا حالت ہے۔ لیکن اس کے بعد جو واقعات ہوتے ہیں پھر بھی ہم۔ میں نہیں کہتا ہوں کہ سب کچھ ہمارے بالکل ہم دہشت گردی کے زد اور لہر میں ہیں لیکن اُن کیلئے ہم نے اس طرح نہیں ہے کہ ہم ہاتھ پاؤں باندھ کر کے اور ادھر بیٹھ جائے کہ دہشت گردی ہے نہ کچھ بولیں نہ کہیں اور نہ کچھ روئے، یہ نہیں ہے بلکہ یہ نہیں ہے ہمیں ماریں گے لیکن رونا تو ہمارا کام ہے، رونے کیلئے ہمیں چھوڑ دیں کہ ہم روئے۔ لہذا اس ہاؤس کے توسط سے میرے چیف منسٹر صاحب سے اور وزیر داخلہ صاحب سے میرے گزارش یہ ہے کہ کچھ اپنے مشینری کو بھی فعال کیا جائے اپنے محکموں کو اور اپنے حکومت کو بھی فعال کیا جائے اور ہم آپ کے ساتھ ہیں اور انشاء اللہ والعزیز ہم آپ اس دہشت گردی کے جنگ میں اسی مقابلے میں ہم نہ اپوزیشن اور حکومت کوئی فرق نہیں کرتے ہیں یہ سب ہمارا صوبہ ہے اور ہم اس صوبے کے رہنے والے ہیں اور ہم اس کے پاسبان ہیں۔ بڑی مہربانی۔

میڈم چیئر پرسن:- جی شکریہ، رحمت بلوچ صاحب۔

رحمت صالح بلوچ:- ہم مختصر تجاویز، ہمارے ہوم منسٹر صاحب کا حکم ہے تجاویز دیں گے لیکن ایک بات یہ ہے کہ جس طرح ہم دیکھ رہے ہیں اپنے دوستوں سے کوئی تنقید میں نہیں کرنا چاہتا ہوں کسی پر بلکہ ایک سوال ہے ذمہ دار فلور پر کہ ایسا لگتا ہے باتوں سے کہ یہ 10 سالوں سے یہی گورنمنٹ چل رہی ہیں اور ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ تمام حالات کو اسی گورنمنٹ نے خراب کیا ہے اس میں No doubt کہ جتنے افسوسناک واقعات ہوئے ہیں اُس دن بھی ہم نے مذمت کی اس فلور کی توسط سے آج بھی مذمت اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور جہاں تک ہمارے forces کے جوانوں نے جامع شہادت نوش کی ہے اُن کو ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ پورے دُنیا میں یہ دہشت گردی ہے نا دیدہ قوتوں نے ہر ایک نے proxy group پال رکھے ہیں اپنی برتری کو اپنی خوف کو برقرار رکھنے کے لیے proxy war جاری ہے پورے دنیا میں اگر ہم Syria کو دیکھے ایران، انڈیا بہت سے ایسے علاقے ہیں لبنان جہاں یہ war جاری ہے۔ آ یا فرانس میں کون سی security laps تھی یہ جو دہشت گردی ہے جہاں اب سینکڑوں لوگ مارے گئے یا قتل ہوئے تو کہنے کا یہ مقصد ہے کہ

جہاں ہماری صوبے کا تعلق ہے ہم ایک conflict zone میں رہ رہے ہیں پھر بھی ہماری جہاں forces کی تعداد ہے ہماری capacity ہے وہ قابل تحسین ہے جس انداز میں یہ پورے international war کو مقابلہ کر رہے ہیں۔ جہاں کمزوری کوتائی یہ ہونگی یہ ضرور گورنمنٹ کی ذمہ داری ہوگی لیکن یہ باتیں اتنی پرانی نہیں ہے یہ دو سال پہلے والی باتیں ہیں یا تو دوستوں کی باتوں سے یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ سارے مشکلات اسی گورنمنٹ نے لائے ہیں یا تو میں یہی feel کر رہا ہوں کہ یہ اُبلے نہیں ہے بغض معاویہ ہے، کرسی کی حوس ہے تھوڑا کیونکہ پہلے یہی دوست کرسی پر تھے آج نہیں ہے تو وہ directly کسی ایک گورنمنٹ کو ذمہ دار ٹھہرائے ہم کسی کو ذمہ دار نہیں ٹھہرا ہے ہیں البتہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سارے ہم درٹے میں ملے ہیں جو مشکلات یہ 35 سالہ ملبہ ہے جس کو ہم ٹھیک کرنے جا رہے ہیں کافی حد تک کافی چیزوں میں فرق آیا ہے جیسا میرے اپنے ضلع سے قائد ایوان بیٹھے ہوئے ہیں خضدار سے بلکہ even قلعہ عبداللہ بھی ہمارا اپنا area ہے سارے دوست ہم اکٹھے ہیں لوگ تو migrate کر چکے تھے جہاں عوام کو ایک اعتماد بحال ہونا چاہیے وہ کیوں migrate کرتے ہیں لیکن آج وہی لوگ واپس آنا شروع ہو گئے ہیں آج وہی لوگ اپنے علاقوں پھر آباد ہو رہے ہیں اپنی زمینداری کو اپنی کارروبار کو پھر چلا رہے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ دو سالوں میں کافی حد تک فرق آیا ہے میرا اپنا ضلع no go area تھا میرے لوگ زیادہ حب کراچی اور باقی ایران migrate کر چکے تھے۔ کہنے کا یہ مقصد ہے کہ آپ compare کریں دو سال پہلے اور آج کے بلوچستان کو اُس میں یہ بھی فرق ہے کہ آج کے ڈپٹی کمشنر کسی منسٹر کا محتاج نہیں ہے گو کہ پچھلے اداوار میں یہ ہوتا تھا کہ ڈپٹی کمشنر سے لے کر ڈی پی او تک وہ ہر ایک اپنے مرضی سے لے جاتا تھا لیکن آج ہماری پولیس independent ہے آج ہماری پولیس ہمارے ادارے اپنے فیصلوں میں آزاد ہے اس گورنمنٹ کا یہ فرق ہے اور اس کے یہی معنی ہیں کہ ایک commitment کی فرق تھی پہلے جو ہماری commitment ہے اس میں کوئی شہک نہیں کہ مضبوط نہیں ہے اس گورنمنٹ کی commitment چاہے وفاقی حکومت ہو چاہے صوبائی حکومت ہو ایک فیصلہ ہوا ہے کہ دہشت گردی جس شکل میں ہے اُسکو قابل قبول نہیں ہے ہمیں جہاں ہم بہت سے مثال لے میں نے اُس دن بھی دیا کراچی کو لے ضرب عضب کو لے بلوچستان کے مشکلات کو لے یہاں تو پہلے یہ روڈ بکتے تھے روٹ بکتے تھے چیک پوسٹ بکتے تھے آج یہ تو نہیں ہو رہا ہیں یہ چھوٹی موٹی کمزوریاں ہیں اس میں no doute کہ ہم گورنمنٹ میں ہو ہر چیز یہی کہ ہر چیز ٹھیک ہے بالکل چیزیں اگر ٹھیک نہیں ہے ہم ٹھیک کریں گے لیکن اگر ہم compare کریں دو سال پہلے یہ claim حق بجانب ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس گورنمنٹ نے اپنے

commitment کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ کام کی اداروں کو فعال کیا پہلے تو کسی ضلع میں کوئی ڈپٹی کمشنر آفس فعال نہیں تھا میں خود چشم دید گواہ ہوں کہ بلکہ لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ تنقید ہے میرے ضلع کے 7 سال میں DPO, DCO منسٹر صاحب آتا تھا وہ دیگ بناتے تھے ہیڈ ماسٹر گن مین تھا منسٹر کا جب اسکولوں میں وہ پڑھاتا ہے یہ باعث شرم ہے ہمارے لیے کہ ہمارے ایجوکیشن کے اُستاد بھی ہمارے گن مین بنے بحیثیت ایک سیاسی ورکر جہاں سیاسی ایمان کسی میں ہے وہ سیاسی ورکر کو یہ خوشی ہونا چاہیے کہ میرا ہیڈ ماسٹر ایک اسکول کو ایک اچھے انداز میں چلائے اُس کو قلم کے بجائے بندوق نہیں تھا مے یہ ساری چیزیں ہو رہی تھی آج نہیں ہو رہے ہیں یہ فرق ہے اس claim کو ہم کرتے رہینگے اگر یہ laps میں ہے کہ 80,80 لاشیں پڑھے ہو کوئی منسٹر بلوچستان نہیں آتا ہے اُن سے میڈیا پوچھتا ہے کہ آپ کب visit کرو گے آج یہ چیف منسٹر موجود ہیں آج تمام کابینہ موجود ہے آج تمام ممبرز موجود ہے جہاں واقعات ہوتے ہیں اللہ نہ کرے واقعات ہو لیکن فوری طور پر ہمارے ذمے دار اداروں کے سربراہ سمیت وہ منسٹری کے جو ہمارے وزراء ہیں وہ فوراً پہنچتے ہیں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ یہاں جو خوف ہے یہاں جو مایوسی ہے ایک غیر یقینی کیفیت ہے ہم اس چیز کو ختم کریں اور اس چیز کا ختم کرنے میں کافی حد تک ہم کامیاب ہوئے ہیں اور ہم اس چیز کو بھی issuer کریں گے جو ہمارے روایت رسم و رواج ہماری ہمسایہ دار ہماری سیالی اُس کو بھی برقرار کریں گے اس کے لیے بھی جو بھی قربانی دینا پڑھے ہم دینگے جس طرح ہمارے دوستوں نے قربانی دی ہے اس بلوچستان کے حالات میں اس کا قطعاً یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم گورنمنٹ کے کرسیوں پر بیٹھ کے یا treasury bench پر ہمیں لوگوں کا غم نہیں ہے باقی لوگوں کو ہے ہم ایک انگلی کسی کی طرف اگر اشارہ کرے چار ہماری طرف آتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے احتساب خود کرے اپنے گریبان کو جانکے اور ہماری جو commitment ہے ہم اُس کو مضبوط کریں اور انشاء اللہ جہاں یہ جو میں سمجھتا ہوں کہ جو threat ہے چاہے educational ادارے ہو سب سے پہلے میں اس چیز کو میرے under ایک میڈیکل کالج ہے آپ آج جائے اُس کالج میں آج اس میں فرق ہے اُس میں سارے خاں دار اتار سب کچھ لگا دیا ہم نے اپنی کوشش کی ہے جس طرح ہمارے universities ہے جس طرح ادارے ہیں وہ کوشش ضرور ہم کریں گے لیکن جہاں پر ایک ایسا war جہاں ہم دیکھ لے تو اس میں سیکورٹی فورسز قربانی دے رہے ہیں laps کمزوریاں ہوتی ہیں باچا خان یونیورسٹی میں سیکورٹی موجود تھا لیکن اُدھر ہوا یا 16 دسمبر کے واقعات کو لے لیں اُس اسکول میں بچوں پر ہوا ایک یہ ہے کہ غیر انسانی سلوک اور دوسری بات یہ ہے کہ جہاں اس خطے کو کوئی امن وامان دیکھتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا ہے کہ یہاں امن وامان بحال ہو یہ ایک لمبی چھوڑی بحث

ہے انٹرنیشنل جو ایک proxy war ہے مختلف ناموں سے اتنا پسندی، مہذب نفرت، قوم پرستی، آزادی یہ مختلف ناموں سے یہ جذباتی نعرے لوگوں کو دیے گئے ہیں لیکن پیچھے ڈالر کی بر مار ہے پیچھے پیٹ کی درد ہے جہاں لوگ اس کو نبھا رہے ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے لوگوں کو awareness بھی دینگے ہم اپنے لوگوں کو یہ سیاسی ایجوکیشن بھی دینگے کہ یہاں کوئی آزادی نہیں لاسکتا ہے یہاں کوئی مہذب کی جنگ نہیں ہے یہاں انسانیت کی قتل عام ہے آپ لوگ کوئی اس طرح کے دہشت گردی کی حمایت نہیں کریں سب سے پہلے اگر عوام نے فیصلہ کیا ان سے نفرت شروع کی اور یہ نفرت شروع ہو چکا ہے ان کے جنازوں میں کوئی نہیں جاتا ہے تو یہ ایک message ہے ان دہشت گردوں کے لیے، سب سے بڑی کامیابی ہماری یہ ہوگی کہ ہم عوام کو منظم کریں ہم سیاسی ورکروں کے ذریعے تعلیم یافتہ طبقے کے ذریعے سول سوسائٹی کے ذریعے ہر مکتبہ فکر کے ذریعے ہم لکھو condom [œ] Z [ہم ہر فورم پر آپ دیکھے کسی کی جرات کہ ایدھر آجائے تو صرف ادارے ذمے دار نہیں ہے ہم سب ذمہ دار ہے ہم اداروں کو اداروں کی اصل روپ میں دیکھے ہم ہر کسی کو اُس کا مقام دے دیں ہم ہر ادارے کو فعال ہوتے ہوئے دیکھے تو خاموخوا آپ کا system ٹھیک ہوگا otherwise اگر جس ادارے کو ہم تاریخ کو اٹھا کر دیکھے جو اداروں کو ہم نے جان بوجھ کر پھیروں تلے روندنا ہے تو اس طرح پر حالات ٹھیک نہیں ہونگے اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ گورنمنٹ کی کمٹنٹ پر کوئی کمزوری نہیں آئے گی یہ ہماری ایک اس سرزمین کے ساتھ ایک محبت ہے اور اس کے وارث ہم ہے اور اس عوام کو کسی مشکل میں ہم نہیں ڈالیں گے ہم پہلے قربانی دیں گے عوام کو خوش حال اور پرامن ماحول دیں گے۔ thank you۔

چیئر پرسن صاحبہ:- thank you رحمت بلوچ صاحب۔ شاہدہ روف صاحبہ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب۔
محترمہ شاہدہ روف صاحبہ:- یہاں پر بات ہو رہی ہے Law & order کی تو میں چاہوں گی کہ جتنے بھی ہمارے سیکورٹی officials اس وقت یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں یقیناً وہ یہاں پر حاضر ہے تو اُس میں سب سے بڑی بات ہے CM صاحب کی جنہوں نے آتے ہی ان سب اداروں کو letter لکھا کہ آپ نے session کے دوران اپنی presence کو یقینی بنانا ہے تو میں واقعی آپ کا اس پر بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے آتے ہی یہ step اٹھایا کیونکہ جس طرح interior minister نے یہ کہا کہ جب ایک session ترتیب دیا جاتا ہے اور اُس پر اتنا پیسہ لگایا جاتا ہے تو مقصد یہ نہیں ہوتا ہے کہ ہم نے بولنا ہے اور اپنی خبریں اخبار میں چھپوانی ہے اُس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تمام لوگ سر جوڑ کے بیٹھے اُس چیزوں کو discuss کیا جائے۔ اور ان معاملات کو settle down کرنے کی طرف جایا جائے جو لوگوں کی چیزیں

ہے جو ان کے ذہنوں میں ہے وہ باہر آئے اور کوئی متفقہ لاء عمل کی طرف ہم آئیں۔ FC پر بات ہوئی کہ ہمارے بلوچستان میں جو سیکورٹی ایجنسیز ہے جو سیکورٹی کے ادارے ہیں ان میں سب سے اہم FC بھی ہے اس وقت ایف سی کی طرف سے کسی کا نہ ہونا یہ بھی ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے interior minister بھی اس چیز کو جو ہے دیکھے ینگے کہ ایف سی کی طرف سے اس وقت کوئی بھی یہاں پر نہیں ہے ایف سی کا بجٹ آپ دیکھ لے ایف سی کی کارکردگی آپ دیکھ لے میں یہاں پر کچھ بھی ایسی بات کر کے اپنی فورسز کے moral کو down نہیں کرنا چاہتی یقیناً ان کی شہادتیں ان کے نوجوانوں کی قربانیاں ہم سب کے سامنے ہیں لیکن as a duty جو آپ کو performance دینی ہے اگر آپ کو پابند کیا گیا ہے کسی چیز کے لیے اور اگر آپ کی وہ duty ہے وہ فرائض ہے تو اس میں آپ کو آنا چاہیے تو یہاں پر میں منسٹر صاحب سے یہ ضرور کہوں گی کہ وہ اس چیز کا نوٹس لے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں یہ کہا گیا کہ speech کو بہت مختصر رکھے اور ہمیں جو ہے وہ suggestions دیں تو بہت اچھا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ 2016 کا سال بلوچستان کے لیے اب تک پر اشوب رہا ہے آپ کی حکومت ہو میری حکومت آئے ہم لوگوں کے لیے بے شک یہ خوشی کا سامان تھی کہ 2016 میں نئی حکومت آئی ہے لیکن بلوچستان کے عوام کے لیے فروری کے mid تک یہ بہت درد مندانہ period گزر رہا ہے جس میں حادثات ہوئے ہیں اس میں اگر میں حافظہ سمرین کا ذکر نہ کروں تو یقیناً زیادتی ہوگی جو شہید بھی ہوئی ہیں اپنی فورسز کے جوانوں کا ذکر نہ کروں تو وہ بھی زیادتی ہوگی ہم سب ان کے لیے دعا گو بھی ہیں اور اللہ پاک سے سب سے پہلے تو میں یہی دعا کرتی ہوں کہ اللہ پاک اس خطے میں امن لے آئیں اور ہم سب وہ جو ہیں پر امن ماحول میں رہے۔ یہاں پر بات ہو رہی ہے law & order کی تو سورۃ قریش کی آیت کا ذکر کروں گی۔ جس میں لکھا گیا کہ ہمیں بھوک سے بچا کر رسک دے دیں اور ہمیں خوف سے بچا کر امن دے دیں تو یہ ہم سب کی دعا ہے اس وقت کہ اللہ پاک ہمیں خوف سے بچائے اور امن دے دیں۔ اس کے علاوہ ایک اور میری suggestion یہ ہے، کہ جتنے بھی ہماری intelligence agencies ہیں، ان کا مشترکہ control room ہونا چاہئے، کیونکہ اگر وہ intelligence share کریں گے، اور proper timing پر کریں گے، تو یہ بھی آپ کے لیے سب سے سود مند ہوگا، کیونکہ جو communication gap آجاتا ہے اداروں کے درمیان اور ایک خبر پہنچتے پہنچتے وہ واقعہ ہو چکا ہوتا ہے، تو یہ بھی ایک بہت بڑا سوالیہ point ہے، اس کے علاوہ اگر یہی رپورٹنگ جو ہے daily بنیاد پر interior minister کو دیئے جائے، سب کی سب یہ CM صاحب foward کی جائیں، کہ روزانہ کی بنیاد پر آپ کو

رپورٹ ملنی چاہئے، کہ اس وقت یہ یہ ہو رہا ہے، اور آپ اس کو جو ہے ان کے ساتھ in touch رہے کہ آپ نے اس پر کیا کیا کرنا ہے intelligence sharing کی بات کر رہی ہوں، کہ اس میں آپ minister کو اور CM صاحب کو خود involved ہونا چاہئے، اس کے علاوہ ایک اور اہم مسئلہ refugees ہے، ان کی registration جو ہے، وہ تعطل کا شکار ہے، وہاں پر بھی ہمیں کرپشن نظر آتی ہے، اس عمل میں سمت روی ہے، اس کو دور کرنا چاہئے، اور اس کو جو ہے ہمیں دیکھنا چاہئے، ان کو اگر آپ refugees کو ایک specific borders تک bond کرنا ہے، آپ نے ان کے لیے الگ جگہ رکھانی ہے، کیونکہ یہ وہ ساری چیزیں ہیں، جو آپ help کریں گی، دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے جو وفاقی وزیر داخلہ صاحب ہیں ان نے تو کبھی معذرت کے ساتھ کہیں کہ جو بھی حالت گزارے ہوں، انہوں نے کبھی یہ نہ دیکھا کہ وہ بلوچستان آ کے اس چیز کو address کر لیں، انہوں بلوچستان کے حالات کا مد نظر رکھتے ہوئے frequently بلوچستان میں آنا چاہئے، یہاں کا visit کرنا چاہئے، اس کے علاوہ ایک اور چیز میں نے اس وقت نوٹ کیا ہو سکتا ہے، لوگوں بڑا بھی لگے آرمی کے حوالے سے یہ ویسے ہم bill پاس کروانا ہوں، تو یہاں پر چیف سیکرٹری اپنی ساری فوج کے ساتھ ہمارے سروں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں، آج law&order کا مسئلہ تھا اور ہمارے صوبے کا ایک ذمہ دار آفیسر جو ہیں وہ یہاں پر نہیں ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ عوامی نمائندے جو ہوتے ہیں وہ policy making کرتے ہیں، جس طرح سرفراز صاحب نے کہا کہ ہم نے سب کیا ہوا ہے، سب کیا ہوا ہے، مجھے کہتے ہوئے یہاں پر یہ ہوتا ہے کہ جو policies بنانے والے لوگ ہیں، وہ بار بار اٹھ کے چاہئے وہ اپوزیشن سے ہو چاہئے government کے benches سے ہو وہ بار بار اٹھے کے یہ کہتے ہیں، کہ ہمیں policies بنانی چاہئے، بھئی بنانی تو ہم نے ہیں، ہمارا یہ کام ہے، اگر ایک بندہ ہمیں policy بنا رہا ہے تو یہ جو اتنے عوام کے نمائندے بیٹھے ہیں، ان کا کیا کام ہے آپ کیوں نہیں ان عوامی نمائندوں کو اپنے اعتماد لیتے کیوں ان کے ساتھ چیزیں کو share نہیں کرتے، اگر اس وقت ہال میں بیٹھا ہوا کوئی بھی بندہ اس کے بار میں ہم یہ سوچیں کہ اگر ہم اس کو share کر دیں گے معلومات تو ہم جو ہے وہ دشمنوں کی یہ terrorist کی جو وہ spot کر رہے ہے تو یہ غلط چیز ہے، ہو سکتا ہے عقلیں کل تو کسی کے پاس نہیں ہے، جب اتنے سارے لوگ سر جوڑ کر بیٹھے گے، یقیناً وہ نئی چیزیں جو ہے وہ آپ کو دیں سکتے گے یہ وہ چیزیں دیں سکے گے، جو آپ کا زہن نہیں سوچا سکتا، وہ چیزوں میں آپ کی نمائندگی کر سکتے ہیں، وہ concern آپ تک پہنچا سکتے ہیں، جو آپ individually نہیں کر سکتے، کیونکہ یہ ایک آدمی نہیں ہم سب کی لڑائی ہے، اس کے علاوہ ایک اور

point ہے یہاں پر جو سب سے important ہے، قانونی کارداری کو موثر بنانا چاہئے، اس وقت کو سٹڈی کے اندر میں یہ کہوں گی، کہ کسی طرح بلڈنگز کو کراہیہ پر دیا جا رہا ہے، کون لوگ وہاں پر آرہا ہے، for GOD say یہ ہمارا concern اس حکومت کا ہے، وہ ان چیزوں کو update کریں آپ نہیں پتا مجھے نہیں پتا کہ میرے شہر میں جتنے بھی plazas بنے ہوئے ہیں، ان کے اندر کون ہیں، may be terrorist، آپ کا جو building owner ہے، اس میں اس کا غرض صرف یہ ہے، کہ مجھے کراہیہ چاہئے، اس کو اس چیز سے کوئی غرض نہیں ہے کہ میں کس کو دے رہا ہوں، کیسے دے رہا ہوں، اور کیا ہے، اس کے علاوہ اور چیز کہ جو رات time ٹرک آتے ہے، loaded ٹرک شہر میں آتے ہے، اور تھ خانوں میں سے ان in load کیا جاتا ہے، ان کی checking کی جائے، کہ ان میں آئیو الاسامان کیا ہے، کیونکہ اس کوئی باخبر نہیں ہوتا کہ رات جو ٹرک اتنی بڑی تعداد میں آتے ہیں، اس کے اندر سے کون سا سامان in load کیا جاتا ہے، اور تھ خانوں میں گھسا دیا جاتا ہے، تو یہ وہ ساری چیزیں تھی جن کو آپ کو سامنے رکھنا ہے، اور ان کے اوپر چیزوں کو لیس کے آنا ہے، functional assistance جو ہوتی ہے اس کے لیے آپ کو نظر رکھنی پڑگی، اپنی banks پر monitor کرنا پڑیگا، اور سب سے بڑی ایک اور چیز کہ سیاسی influence سے پاک کرنا پڑیگا، اداروں کو یہ نہیں کہ آج ایک بندہ گرفتار ہوا ہے تو اس کی پوچھے فوج آجائنگی، سیاستدانوں کی کہ جی یہ ہمارا بندہ ہے اسکو چھوڑ دو، یہ ان ساری چیزوں کو اس کے علاوہ پولیس کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے اس کو بھی سیاسی اثر سے پاک ہونا چاہئے، اور اس وقت میں یہ چاہوں گی، کہ fc جو ہے اس میں جو لوگ شہدائے دے رہے ہیں جو قربانیاں دے رہے ہیں، اس کے اندر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جو نفرت پیدا کر رہے ہیں، ان کا سب سے بڑا fault کیا ہے کہ ایک عام بندہ جو روڈ سے گزر رہا ہے، اس کو بھی انہوں stick مار کے پوچھنا ہے، آپ کون ہے آپ کا behaviour چھوٹے چھوٹے طبقہ سے جو سڑکوں پر کھڑا ہوا ہے، وہ نفرت پیدا کر رہا ہے، لوگوں سے وہ عوام جو آپ سے راضی تھے، آپ کے behaviour کے وجہ سے آپ سے دور ہوتے جا رہے ہیں، تو یہ ساری چیزیں ہیں، جو ان کے system میں ان کے اوپر بیٹھے ہوئے جو لوگ ہیں، اداروں کے ان کو train کرنا پڑیگا، اپنے نیچے طبقے کو جنہوں نے لوگوں سے ملانا ہے اور آخر میں hopefully میں نے اس مقدس ایوان کا time ضائع نہیں کیا ہوگا، اور کیونکہ سرفراز صاحب نے یہیں کہا تھا کہ یہ میری speech اچھے خاصے pagees پر تھی، جس کو میں سب کو ختم کیا ہے اور suggestion تک رہا ہے صرف آپ کے لیے۔۔

میڈم چیئر مین:- thank you شاہدہ صاحبہ، ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب!

عبداللہ جان بابت:- میں ایک بات کا وضاحت چاہتا ہوں، وہ interior minister ہے یہ home minister ہے اس کی وضاحت آپ کر دیں نہ۔۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات و بی ڈی اے):- بڑی مہربانی بابت لالا کے ہم مشکور ہیں، انگریزی میں interior minister اور دو میں home minister کہتے ہیں، یہ وزیر داخلہ کہتے ہیں، آئندہ نہیں کہیں گے۔

میڈم چیئرمین:- جی بابت لالا صاحب بہت اہم اور series مسئلہ پر میرے خیال میں بحث ہو رہی ہے، اس کو بعد میں clarify کر سکتے ہیں، سرفراز بھائی کے ساتھ بیٹھ کے جی ڈاکٹر حامد صاحب! ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات و بی ڈی اے):- بڑی مہربانی کہ آپ نے بولنے کا موقع دیا ہم یہ کہہ گے کہ جمہوریت زندہ باد، جمہوریت زندہ باد، کیونکہ جمہوریت کی خوبصورتی ہے، میں طنز نہیں کرنا چاہتا، لیکن جمہوریت کی خوبصورتی ہے کہ شاہدہ روف اتنی دیر تک بولی، شاید اس کے دس سالہ حکومت میں اسمبلی کی کارروائی اتنی دیر نہیں چلتی تھی، یہ ہے خوبصورتی جمہوریت کی اور اس government کی، یہ coalition government ہے یہ وہ government ہے جو اللہ کے فضل سے بشمول نواز شریف کے مسلم لیگ نواز کے جس نے مشرف کی dictator کو چیلنج کیا وہ نیشنل پارٹی نے بھی کیا، وہ پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی نے بھی کیا، اور تمام سیاسی مذہبی جماعتوں نے ملا کے 17 ترمیم سے اس کو صدر بنایا، تو شکر ہے ان کو ہم نے جرات دی، ان کو ہم نے زبان دی، ان کو ہم نے وہ کیا، ہم ان کے ایمان سے بڑے مشکور ہیں، کہ وہ ہمیں تجاؤ دیتے ہیں، تنقید کرتے ہیں، ہم government ہے اتنی لوگوں کو بات اس پر ہو رہی تھی law&order پر اور اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ ہمیں فنڈ نہیں دیتے، فنڈ، فنڈ، فنڈ کچھ تو ہم وہ کریں، ہماری وہ جماعت ہے وہ حکومت ہے، جس نے پچھلے 40 سالہ اس صوبے کی تاریخ کو تبدیل کیا، ان کو فنڈز دیں رہے ہیں، اور انہوں نے ایمان سے کسی بھی اپوزیشن لیڈر کو نہیں دیا، جب یہ چالیس سال سے government میں ہے، تو یہ ہے۔۔

محترمہ شاہدہ روف- point of order جناب اسپیکر میرے خیال باتیں ہو رہی ہے، اور یہ کہا جا رہا ہے، اس چیز کو appreciate کرنا چاہئے، کہ ان کا کورم پورا کرنے میں آپ کے اپوزیشن آپ کے ساتھ بیٹھی ہے، اس government میں اتنی capacity نہیں ہے، کہ اس law&order کے بھر پور مسئلہ پر جو بلوچستان کا geniune مسئلہ ہے اپنا کورم پورا کر سکے، آپ کو ہمارا شکر گزار ہونا چاہئے، کہ اپوزیشن کے ممبر

بیٹھے ہوئے ہے، تو آپ کا کورم پورا ہے،

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات و بی ڈی اے): ہم مشکور ہیں آپ کی تجاویز کا آپ کے اعتراض کا آپ کو کی ہم ایماندار سے اپنی تمام تجاویز کو عملی جامہ بھی پہنائینگے، لیکن یہ اختلاف برائے اختلاف کہ جی ٹی روڈ میں ہم جاتے ہیں، لیویز والا کوئی نہیں ہوتا ہے، یہ مجید بیٹھا ہے چلا گیا، مجید ہے گھر خان ہے، میں ہوں یہ کونٹہ سے لیکے یارو، چمن تک ہر لیویز تھانوں میں جا کے پوچھتے ہیں، حاضر کا پوچھتے ہیں، واقعات کا پوچھتے ہیں، چمن شہر انہ دن کو کوئی جا سکتا تھا نہ رات کو بابت صاحب ابھی میں معافی چاہتا ہوں، یہ ماتم والا جلوس گزار رہا تھا، تو ایک یورپین دیکھ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے، تو کسی نے اس کو واقع کر بلا سنایا، تو اس کہا کہ ان کو ابھی خبر ہوئی جو ماتم کر رہا ہے، بھئی وہ زمرک تو ابھی چلا گیا، معزز رکن نے چمن میں وہ ذکر کیا کہ اسمگلرز کو جا کے پیسے دیتے ہیں route کر دیتے ہیں، چار مہینے پہلے بھی انہوں کیا، میں اس دن چمن گیا کمشنر کو ساتھ لے گیا، ڈپٹی کمشنر تھا، پولیس کے لیویز کے ہمارے پارٹی کے لوگ تھے، ہم نے علا پارٹیز کا نفرنس بولی، اعلا پارٹی کا نفرنس میں کسی نے بھی یہ ثبوت پیش نہیں کیا کہ یہ واقعہ کیا پیش ہوا، ہم اس اپوزیشن کا سامنا ہے، بشمول ان کے پارٹی اور پھر ڈپٹی کمشنر نے انکو کہا کہ بھئی آپ لوگوں کے بشمول جمعیت کے بشمول ANP کے بشمول فلانی کے کہ یہ چوروں کے سفارش میں آپ کے اور کسی کا ٹیلیفون نہیں آتا، آپ کے گھروں سے ان کے لیے کھانا آتا ہے، تو مولانا صاحب کا میں بڑا مشکور ہوں، کہا انہوں نے کہا کہ دو تین واقعات چمن ہوئے، چمن 06 لاکھ بندیوں کا شہر ہے، ضرور کچھ ہوتا ہیگا، law&order section میں آپ لوگوں کے الطالہ کے لیے 06 کیسز ایسے ہوئے ہے، جو اغوا برائے تاوان کے نہ صرف یہ کہ ان کو recover کیا جو اغوا ہوا تھا، جنہوں نے اغوا کیا تھا ان کو گرفتار بھی کیا، ابھی جب اور کوئی بات ان کے پاس نہیں، میں جب واپس آیا تو وہ ڈپٹی اسپیکر صاحب بیٹھے ہوئے تھے، میں نے رپورٹ پیش کیا چمن کا کہ بھئی چمن میں یہ یہ معاملہ ہو رہا ہے، ایسی کوئی بات نہیں ہے، رات 12 بجے 01 بجے 02 بجے تک چمن شہر کھلا ہوتا ہے، جس طرح کوئٹہ شہر بحال ہوا، چمن بھی بحال ہوا، امید ہے تمام اور بھی شہر بحال ہوینگے، ان تمام چیزوں کا حال یہ ہے، کہ ملک میں جمہوریت ہوں، پارلیمانی democracy پارلیمنٹ بلا دست، عدلیہ آزاد، ایکشن کمیشن آزاد، قومی برابری، حقوق کی برابری، اس کی تقسیم، ہماری زبانوں کو قومی زبانیں جس طرح ہم لوگوں نے صوبے میں کر دیں، اور اپنے فوجی ادارے بجائے اس کے کہ فوج پر حکومت کرے، فوج ہمارے دفاع کے لیے حکمرانی کے لیے نہیں ہے، یہ ہماری اپوزیشن نے ہر فوجی dictator کے ساتھ ہاتھ ملایا ہے ان کے cabinet میں رہے ہیں، ان following کرتے رہے ہیں،

یہ گناہ کبیرہ ہم نے نہیں کیا ہے، ابھی پہلی بار 18th amendment کے بعد ہم بڑے مشکور ہیں میاں نواز شریف کے اور اس کے پارٹی کے کہ پارلیمنٹ کے ووٹ سے elected government اس کے ساتھ ہم پلہ ہمارا commander in cheif ہمارے پولیس ہمارے fc ہماری لیویز یہاں ملک میں شاید ہم خواب میں بھی دیں سکے، یہ اس government نے دی ہے، پاکستان کے عوام کو جو دلیری جو ہمت دیں وہ یہ ہے، کہ سیکورٹی فورسز پر حکومت کا اعتماد ہے، ہم ابھی کوشش کر رہے ہیں کہ ان پر عوام کا بھی اعتماد ہو، عوام کو بھی زبان مل جائے، میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اپوزیشن کے کسی بھی پارٹی کو یہ جرأت نہیں تھی کہ کسی بھی حادثے کی مذمت کریں۔ شیعہ سنی کے اُس میں واحد پارٹی مذہبی پارٹی ہے جو اس کے خلاف نہیں نکلی ہیں۔ اگر نکلیں ہیں تو ہم نکلے ہیں۔ کوئٹہ کے شاہراہوں پہ ان کی مذمت کی کہ تمام وہ چیزیں جو جہاد کے محترمہ نے تو یہ ذکر کیا کہ بیروزگاری تھی۔ بیروزگاری ضرور تھی اُس میں جمعیت کا لالچ بھی تھا اُس میں دوزخ سے ان کو بچانا بھی تھا اُس کو رولنڈ ریگن کے لیڈر شپ نے مارکیٹ تھیچر کے لیڈر شپ میں جہاد بھی ہو رہا تھا۔ جن کو ان کے جزیلوں نے trained کیئے جن کو مشرف خاص کر ضیاء الحق خاص کر انہی لوگوں کے وہ لوگ بھی ادھر دہشت گردی مارداڑ کر رہے ہیں اور ان کے خلاف ہمارے افواج، پولیس، ایف سی گورنمنٹ اُن کے خلاف صف آرا ہیں۔ کہ جن کو یہ لوگ مجاہد اور پتہ نہیں کیا کیا کہتے تھے ہم ان کے بڑے مشکور ہیں کہ یہ لوگ بھی اس کو دہشت گرد کہنے لگے ہیں ہم دست بستہ request کریں گے اپوزیشن سے کہ خُدا راہ ابھی یوٹرن ہو گیا ہے سب نے کر دیا ہے۔ ہم آپ کی ہر تجویز کو آپ کے ہر cooperation کو ہم well come کریں گے ہم گورنمنٹ ہیں۔ ہم میں اتنی برداشت ہیں کہ ہم لوگوں کو سُنیں اور گھنٹوں بھرسُنیں گے کیونکہ یہ اسمبلی پورے صوبے کے عوام کی نمائندہ اسمبلی ہیں ادھر تھوڑا سا بھی بے احتیاطی خُدا نہ کرے جھوٹ یہ گناہ کبیرہ ہم سمجھتے ہیں اور جس خطرناک حالات سے ہمارے Law enforcing agencies کا سامنا ہے جتنا ہمارے عوام کا سامنا ہے اُس میں اگر اپوزیشن اور ہم سب پارٹیوں کے مشورہ تجاویز سب کا fate فعل ایک جیسا ہوگا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا ہے کہ ادھر دہشت گردی ہوگی ہم بچیں ہوئے ہوں گئیں اور یہ صفر کر رہے ہونگے یا یہ لوگ بچ جائیں گے اور ہم صفر کریں گے۔ یہ سب سارے ملک پہ یونیفارم رکھیں۔ مشرف دہشت گرد، ضیاء الحق دہشت گرد، یگی خان دہشت گرد پتہ نہیں کون کون ایوب خان ان سب کی جو ہم صفر کر رہے ہیں ان کی پالیساں ابھی اس کو ٹھیک کرنا ہے اس کے خلاف نکلنا ہے قربانی دینے پڑے گی محنت کرنی پڑے گی۔ ہم دست بستہ request کرتے ہیں۔ اور ہم ایمانداری سے ہماری گورنمنٹ لگی ہوئی ہیں اور پولیس کو ہم نے دلا سہ بھی دینا ہے اور encourage

بھی کرنا ہے یہی حال ایف سی کا ہے یہی حال ہمارے فوجیوں کا ہیں لیویز کا ہے۔ تو انشاء اللہ اگر ہم ایمانداری سے اس کے خلاف صف آرا ہو جائیں۔ گلوبل دہشت گردی ہے۔ یہ نہیں کہ صرف اس صوبے میں ہیں اس ملک کے ہر صوبے میں ہیں اور ہر شہر میں ہیں اور بہت سارے ملکوں میں ہیں وہ عرب یہاں جہاد کرنے کے آئیں تھے بڑے سارے قتل و قتال میں trained ہوئے شکر الحمد للہ تو نہیں کہنا چاہئے لیکن جنہوں نے بھیجا تھا وہ ادھر اپنا قتل و قتال کریں trained ادھر کیا غازی ان کو یہاں کہا مجاہد کہا ہمارے بچوں عورتوں اور فلاں فلاں کے قتل و قتال میں شامل تھے ابھی ادھر وہی کچھ کر رہے ہیں۔ عرب دُنیا میں باقی لوگ اس دُنیا میں وہی کچھ کر رہے ہیں بھائی افغانستان گورنمنٹ پاکستان گورنمنٹ ایران We must fight against this terrorism ایک دوسرے مداخلت نہیں ہونا چاہئے افغانستان ادھر نہ کرے ہم ادھر نہ کریں تمام انفارمیشن exchange کریں ہماری دوستی ہوں اُس کے بعد ہمیں ٹریڈ آپس میں کرنا چاہئے اس کو پرامن بنانا چاہئے پھر چائیز آنے سے اور بھی ہمارا اقتصادی زون مضبوط ہو سکتا ہے یہ اکنامک زون یہ ہمیں کوئی خیرات میں نہیں دے گا ہمیں اس کے لئے شاید نہ چھوڑے لیکن اس کے خلاف بھی مقابلہ کرنا بڑی مہربانی۔

چیمبر پرسن:- شکر یہ ڈاکٹر صاحب۔ سرفراز گٹی صاحب

میر سرفراز احمد گٹی (وزیر داخلہ):- شکر یہ میڈم اسپیکر لاء اینڈ آرڈر پر بحث تھی With due respect apologies ہمارے interest کا عالم آپ کے سامنے ہیں کہ شاید ہمارے کورم اس پورے debate میں ایک دفعہ بھی نہیں ہوا لیکن مولانا صاحب نے اس سے پہلے زمرک اچکزئی صاحب نے بات کی انہوں نے وہی تجاویز کی بات کی انہوں نے سب سے پہلے فرنیٹر کور کا ذکر کیا دیکھے نیشنل status جب اپنی بلڈنگ کر رہی ہوتی ہے تو وہ third capacities دیکھتی ہے میڈم اسپیکر۔ National institute بنائے جاتے ہیں۔ پولیس ایف سی آرمی میں سمجھتا ہوں کہ اسٹیٹ اپنی third capacity کو دیکھ کر اپنی فورسز کو استعمال کرتی ہیں۔ یہ ایسا نہیں کہ صرف بلوچستان میں ہم ایف سی کو استعمال کر رہے ہیں ایک زمانہ تھا یہاں ایف سی صرف بارڈر کو کنٹرول کر رہی تھی جب ہمارے third capacities organized crime کا تھا۔ کئی جگہ ایسی ہوتی ہے کہ آپ normal پولیس سے اپنے چیزوں کو ٹھیک کر رہے ہوتے ہیں کئی ہم اپنی جو trained فورس ہیں ATF ہے ہم اُس کو بھیج رہے ہوتے ہیں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ آپ اپنی ریاست اپنی third capacity کو دیکھ کر اپنی فورسز کو استعمال کرتی ہیں۔ اور ایف سی کو ہم نے requisite کیا ہے ہم اپنے مدد کے لئے بلایا اور ان کی بڑی قربانیاں ہیں۔ اور لاء

اینڈ آرڈر maintain کرنے میں جوان کی کاوشیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ قابل تحسین ہے۔ اور حکومت بلوچستان ہر وقت ہم اُن کے اُس قربانی کو جو ہے بڑے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اُس کے بعد انہوں نے بات کی کہ جی پولیس میں سفارش۔ ہم اس فلور پر بار بار کہہ چکے ہیں۔ IG بیٹھیں چیف منسٹر بیٹھیں ہیں ہم نے 100% پولیس کو depoliticize کیا ہے۔ جو بھرتیاں آپ کے دور میں ہوئیں آپ نے جیسے کر لی وہ آپ کا ایمان ہم نے اس ڈھائی سال میں جو بھی بھرتیاں کیں 100% میرٹ پر بھرتی کی اور ایک بھی سفارش کسی سے پوچھیں گا ہم نے کوئی سفارش کی۔ لہذا جو آپ کی بھرتی تھی وہ نالاحق نکلیں اچھے نکلیں وہ آپ خود جواب دیں میں کسی blame میں نہیں جانا چاہتا ہوں نہ کوئی ٹرانسفر پوسٹنگ آج گورنمنٹ آف بلوچستان کرتی ہے۔ یہ پولیس کا اپنا prerogative ہیں اور ہم ان کو depoliticize کر دیا وہ اپنی ٹرانسفر پوسٹنگ خود manage کرتی ہے۔ اور یہ جو بات کی گئی کہ دوسری جگہوں پر نہیں بھیجا جاتا جو Last incident ہے۔ یہاں پر جو attack ہوا ہے بلوچستان کے پولیس پر اور ہمارے بہادر جوانوں نے جو قربانی دی ہیں اور پولیوور کرز کو بچایا اُس میں خضدار کے لوگ شہید ہوئے وہ باہر سے آ کر یہاں ڈیوٹی کر رہے تھے۔ تو اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے کہ جی یہاں پر ڈیوٹی نہیں کریگا وہاں نہیں کریگا۔ اُس میں چاغی کے لوگ بھی تھے۔ پھر مولانا واسع صاحب آپ میرے بزرگ ہیں میں کسی rebuttal میں آپ کے ساتھ بالکل نہیں جانا چاہتا ہوں۔ میں قطعاً یہ تاثر نہیں دینا چاہتا کہ یہ اسمبلی میں آپ بحث نہ کریں میں قطعاً یہ نہیں کہتا ہوں کہ اسمبلی میں بات نہیں ہونی چاہئے۔ lead role پارلیمنٹ کا ہے Policy drive پارلیمنٹ سے ہوتی ہے اور پارلیمنٹ جو ہے اُس نے چلانے میں حکومت کو میرا صرف point of view یہ ہے کہ issues Sensitive پر پارلیمنٹرین کو ہی debate کرنے کو تیار ہوں میں قطعاً یہ کہتا ہوں کہ کوئی پارلیمنٹرین خُدا نخواستہ وہ زمانہ چلا گیا کہ جب sitting Minister کے بھائی جو تھے وہ انخوا کار ہوتے تھے وہ آج نہیں ہے الحمد للہ نہیں اس اسمبلی میں میرا جو کہنے کا مقصد تھا میرا point of view تھا وہ یہ تھا کہ آپ Sensitive issues کو اگر discuss کرنا چاہتے ہیں تو اُن کو ان کیمرہ discuss کر لے اور یہ سینٹ میں ہوتا ہے نیشنل اسمبلی میں ہوتا ہے۔ اور میڈم ابھی چلی گئی وہ کہہ رہی تھی کہ آپ کہہ رہے ہیں لیکن کرنہیں رہے ہیں اُس کی reason یہ تھی میں نے اُس دن بھی فلور آف دی ہاؤس پہ کہا تھا کہ Honorable CM واپس آئیگی اُن کیساتھ ہم بات کریں گے۔ اور یقیناً near comings days ہم اُس کا arrange کر لیں گے اور آپ کو ایک بھر پورا ان کیمرہ بریفنگ دینگے جس کا agencies کا جو کردار ہے یہ بھی آپ کو بتایا جائے

گا۔ اور باقی جو overall لاء اینڈ آرڈر کی situation ہے۔ یا جو tracks ہے وہ بھی آپ کے ساتھ ضرور share کئے جائینگے۔ جو میرا point of view تھا اُس تحریک پہ ایک حکومتی ممبر کی طرف سے آتا ہے۔ سیکنڈ یہ ہے کہ چونکہ اس وقت وہ چیئر پرسن ہیں۔ تو کہہ چکی ہیں اُس پر زیادہ بحث نہیں ہوگی۔ میرا مطلب بالکل یہ نہیں تھا۔ اس تاثر کو نہیں لے کہ اس اسمبلی میں بات نہیں کرنی ہے کب سے بات ہو رہی ہے۔ ہم نے ریکوزیشن پہ لاء اینڈ آرڈر پر اجلاس بلا یا ہے۔ اُس پر بھی بات کی اس کے بعد آپ نے چھ بندوں کا ذکر کیا اس میں کوئی شک نہیں مولانا صاحب ہم ایک لمحے کیلئے مان لیتے ہیں۔ کہ ہمارا laps تھا 18 بندے آتے ہیں اور چھ بندوں کو اغوا کرتے ہیں۔ مولانا صاحب اچھا کام ہوتا ہے تو اُس کا اللہ کا قدرت اُس کو بتا دیتے ہیں۔ تھوڑا بہت ہمارا بھی کردار رہا پوری رات ہماری فورسز including Deputy Commissioner ڈی پی او فرنیٹر کور، کمانڈنٹ ونگ کمانڈنٹ فورس ہماری سب کے سب اُن کے پیچھے تھی اُن کو chase کر رہی تھی۔ اور اُن کو chase کر کے اُن کو برآمد کیا گیا پھر next day جو آپ کہتے بارڈر پہ ہمارا اُن کے ساتھ encounter مقابلہ ہوا اُس مقابلے میں ہمارا ایف سی کا ایک جوان شہید ہوتا ہے۔ اور ہم encounter میں ان چار بندے مار کے اپنے دو بندے چھڑا لیتے ہیں تو یہ ایسا نہیں کہ خود بخود ساری چیزیں ہو رہی تھی۔ اس پر سیکورٹی فورسز نے بڑی محنت کی ہیں اور سیکورٹی فورسز جب کوئی کام کرتے ہیں۔ تو وہ گورنمنٹ کر رہی ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ اُس کو on کرتی ہیں۔ ہم اچھا براہر چیز کو on کرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں پھر آپ نے بات کی لشکر جھنگوی کہ جھنگ اُن کا ہیڈ کوارٹر ہے یہ تو میرا point of view ہے۔ from the day first میں یہی بات کر رہا ہوں۔ کہ جھنگ میں شیعہ مسلمان ہے اور کونٹے میں آ کے کافر ہو جاتے ہیں۔ ادھر وہ hostile agencies کا role ہے جو پاکستان کو destabilize کرنا چاہتی ہے۔ بلوچستان اُن کا ٹارگٹ ہے۔ کہ بلوچستان کس لئے ٹارگٹ ہے کہ انٹرنیشنل strategic ہماری پوزیشن ہے جو blessing ہونی چاہئے تھی۔ تمام انٹرنیشنل قوتیں جو ہیں بلوچستان اُن کی نظروں میں ہے۔ sea-pack اُس کا ایک reason ہیں ہمارے mineral resources اُس کے reason ہے اور ہمارے بارڈرز ہیں وہ reason ہے تو اس پہ دیکھئے ہم Conflict zone میں ہیں ہم ایک لڑائی لڑ رہے ہیں اور یہ ضروری ہے کہ جو دشمن کی ایجنسیز ہیں اور قوتیں ہیں وہ ہمارے ساتھ لڑائی لڑ رہی ہیں۔ وہ وہاں شیعہ کو وہاں پر نہیں مارتی ہے یہاں آ کر مارتی ہے کونٹے میں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ ہمارے لئے ایک چیلنج ہے۔ ہم اس کو چیلنج سمجھ کر قبول کر رہے ہیں۔ سو سولوگ یہاں 50- ٹمبر پچر میں کھڑے تھے آج تو ایسا نہیں آج تو ہم اُن

کے درد میں جا کر شریک ہو جاتے ہیں۔ اول تو جو series of killing کی تھی وہ بہت حد تک کم ہو گئی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو violence تھا اُس کو بہت تک contain کیا گیا ہے بہت سارے terrorist لشکر جھنگوی کا ہیڈ کون تھا۔ سیف اللہ کون تھا۔ کدھر مارا گیا ہے کوئٹہ میں کس نے مارا، ہم نے مارا محمود الرحمان کون کوئٹہ میں مارا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ سیکورٹی فورسز اپنا کام کریں۔ آج پولیس کیوں ٹارگٹ ہو رہی ہے۔ اسی پولیس کو ہم سب قبائلی لوگ بیٹھیں ہیں۔ پانی کہاں زور مارتا ہے۔ جہاں اُس کے سامنے کوئی بند آ جائے۔ یہ پولیس کو آج آپ active نہ کر دے آج سے چار سال پہلے والے پولیس بن جائیں تو کوئی اُن کوئی نہیں مارے گا۔ ان کو مارا اس لئے رہے ہیں کہ ان کا ایک active role ہیں یہ روز رات کو آپ کہتے ہیں کہ کسی ممبر نے کہا روز رات کو بہت ساری کوتاہیاں ہیں۔ بہت سارے draining کے issues ہیں۔ بہت ساری ایسی چیزیں ہیں کہ جہاں پر وہ active role play نہیں کرتے ہیں۔ ان کے تمام افسر پوری رات سڑک پر ہوتے ہیں اور میں بھی الحمد للہ رات کو تین بجے تک سڑک پر ہوتا ہوں۔ میں خود دیکھتا ہوں اپنی آنکھوں سے کہ تمام لوگ beats ہے کہ اس SHO کا یہ beat ہے اس ایس ایس پی کا یہ beat اس ایس ایس پی آپریشن کا یہ ہے۔ یہ اس طرح نہیں ہوتا ہے چیزیں بہت حد تک manage ہو رہی ہے بظاہر نظر نہیں آتی ہے ظاہر ہے ہماری killings ہوئی ہیں اُن کا ہمیں بھی افسوس ہے اُس کے بعد یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ میں کراچی سے by road آ رہا تھا۔ ابھی تین چار پہلے جب PIA کی ہڑتال تھی میں نے ایک جگہ پر دیکھا ایک نعرہ وہ نعرہ کیا تھا میں بتادوں انقلاب کے دو نشان ملا عمر اور مولانا فضل الرحمان تو یہ بھی ایک حقیقت ہے اس کو بھی ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ ہم terrorism کو کس طرف لے کر جا رہے ہیں۔ کیا ہم ان کو سپورٹ تو نہیں کر رہے ہیں؟ کیا ہمارے لوگ اُن کے sympathizes تو نہیں آج بھی تو یہ چیزیں دیکھنی چاہئے اُس کے بعد۔۔۔ مداخلت۔۔۔

میڈم اسپیکر:- بابت لالہ بیٹھ کر بات نہ کریں۔

میر سرفراز احمد گیلٹی:- میرا ملا عمر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر:- سردار صاحب آپ منسٹر صاحب کو speech کرنے دیں۔

میر سرفراز احمد گیلٹی:- اٹھائیں پردے کوئی آپ کو منع کر رہا ہے۔ سردار صاحب اٹھائیں۔ اٹھائیں ناں میرا

ذات کا اگر کوئی پردہ ہے اُسکو بھی اٹھائیں کسی اور کا ہے اُس کو بھی اٹھائیں۔

عبید اللہ بابت:- کیا پتہ ہے کہ اگر کسی نے ٹریننگ حاصل کرنا تو اس نمبر پر ٹیلیفون کریں۔ وہ یاد ہے

books پڑھے ہوئے تھے کہ چندہ جمع کرو۔

میڈم اسپیکر:- جی سرفراز صاحب۔

میر سرفراز احمد بگٹی:- میڈم اسپیکر اُس کے بعد پھر کچھ ممبرز نے بولا رحمت بلوچ صاحب نے اور نصر اللہ خان زیرے صاحب جس طرح انہوں نے حکومت defened کیا اور جس طرح انہوں نے تمام چیزوں کے حقائق سامنے رکھیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت زبردست اُن کی Speeches رہی۔ شاہدہ روف صاحبہ اپوزیشن سے کاش اس وقت بیٹھی ہوتی تو میں ان کے چند سوالوں کے جواب دیتا۔ واحد ممبر تھی جنہوں نے suggestion دیئے میں اتنے دنوں سے کہہ رہا تھا میں ان کو اس بات پر appreciate کرتا ہوں انہوں نے داخلی عوامل کی بات کی بیروزگاری کی بات کی کرپشن کی بات کی یہ تمام چیلنجز ہیں حکومت کے لئے بلوچستان کم از کم اس حکومت پر کوئی mega scandal ابھی نہیں بنا ہے کرپشن کا میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ کرپشن ختم ہوگئی ہے نہ وہ میرا domain ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ کرپشن کے جس طرح ہم پہلے سنتے تھے شاہدہ آج وہ اُس طرح نہیں ہے۔ کم ضرور ہوئی ہے۔ اگر ختم نہیں ہوئی ہے اُس کے بعد کرپٹ آفیسر کا انہوں نے کہہ دیا کہ OSD لگا دیا گیا posting دیئے گئے اور جو ایماندار ہے وہ سب OSD ہیں۔ کاش وہ دو چار نام لے لیتی تاکہ ہمیں پتہ چلتا۔ Honorable CM صاحب بیٹھیں ہوئے ہیں۔ اُن کو پتہ چل جاتا کہ فلاں افسر ہے تو اُن کو شاید کوئی posting مل جاتی۔ لیکن وہ ابھی اسی طرح اتنے بڑے ذمہ دار فورم پہ بغیر نام لئے بات کرنا میں سمجھتا ہوں مناسب نہیں ہے ماضی میں بالکل ایسا تھا میں آج اس ذمہ دار فلور سے کہہ رہا ہوں کہ خاص طور سے جب سے جنرل شیراگلن بنے ہیں آئی جی ایف سی۔ بہت improved ہو گیا ہے اس کے consequences بہت حد تک اس میں فرق ہے یہ ضرور ہے کہ جب فورس ایک جگہ پر ایک میدان جنگ میں کھڑی ہوتی ہیں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں سے فائر آ جائے اور کہاں سے ہینڈ گرنیڈ پھینکا جائے ایسے میں اگر ان سے یہ توقع کی جائے کہ وہ بالکل ہی خاموش ہو جائیں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ possible نہیں ہے لیکن پھر بھی سیکورٹی فورسز کو vigilant ہونا چاہیے لیکن اُن کے moral پر گورنمنٹ آف بلوچستان کبھی support نہیں کریں گی۔

میڈم چیئر پرسن:- thank you so much سرفراز بگٹی صاحب۔

میر رحمت صالح بلوچ (وزیر صحت):- معزز ممبر نے یہ کہا کہ 2016 سے ابھی تک بلوچستان ایک پر آشوب دور سے گزر رہا ہے اس بات کو expunge کریں۔ انقلاب دہشت گردی دہشت گردی ہوتا ہے کوئی

پر آشوب نہیں ہے ادھر صرف دہشت گردی ہے ہم دہشت گردی کو confront کر رہے ہیں اور پر آشوب الفاظ کو حذف کیا جائے پر آشوب الفاظ کو صحیح کریں بس۔

میڈم چیئر پرسن:- چلیں جی ان الفاظ کو حذف کر لیا جائے۔ CM صاحب فلور آپ کو دینا چاہتی ہوں thank you so much جی میرے خیال میں آج کے لیے یہی موضوع تھا کہ ہم law and order۔ جی اس کو اگر اس کو اگر آپ سمیٹنے کا جو ہے وہ موقع دیں یہ میرے خیال میں ہم جو ہیں وہ next چلیں اس پر جو ہے ہم اس پر رولنگ دیں کہ نمٹا دیں اس کے بعد پھر آپ اپنے point of order پر بات کریں لیں کیونکہ ابھی یہ law and order کے۔ جو چل رہا تھا اس پر بحث رہی تھی اس کو اگر ہم۔ کر لیں اس موضوع کو۔ اس کے بعد پھر ہم آپ کے۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- میڈم اسپیکر دو الفاظ ہیں ان کو تھوڑی سی۔ دینا چاہا ہوں جیسے آپ نے کہا کہ ہماری۔ شاہدہ روف نے کچھ۔ دیئے تو CM صاحب تشریف رکھتے ہیں بات یہ ہے کہ law and order پر کوئی مسئلہ نہیں ہے پچھلے اڑھائی سال سے ہمیں۔ کیا گیا میڈم اسپیکر اب ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری گورنمنٹ ہے۔ ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات و بی ڈی اے):- آپ law and order پر بات کریں۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- میں law and order پر ڈاکٹر صاحب آپ کے پاس بھی آ رہا ہوں اگلا point آپ کا ہے آپ کا بھی حال و احوال کرتا ہوں تھوڑا۔ مطلب ہے اچھا سا۔ میڈم چیئر پرسن:- سردار صاحب اگر اس کو مختصر کریں کیونکہ already ہمارے ہوم منسٹر نے جو اس کو۔ بھی کر لیا ہے جی اگر۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- law and order پر جناب سی ایم صاحب میں تھوڑی سی۔ دینا چاہا ہوں کہ اس وقت ہمیں نہیں سنا جاتا تھا اب شکر ہے کہ ہمیں سنا جا رہا ہے اور اس دو سو دو مہینے میں ہمیں بہت۔ کر رہے ہیں ابھی میری کسی ایک اچھے افسر سے اسی بلوچستان کی پولیس کے ایک اچھے افسر سے میری حال و احوال ہو رہا تھا انہوں نے اپنے علاقے کے حوالے سے بات کی اور میرے دل پر لگی بات یہ ہے کہ جس علاقے میں بھی جس جگہ کا کوئی مسئلہ ہو اگر وہاں کے لوگوں کو آپ۔ لیں گے۔ تو میرا خیال ہے۔ بہت حد تک بہتر ہو جاتی ہیں اب میں اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کرتا ہوں کہ بھلے بحیثیت سردار وہ ایک سردار نواب جو ہے ناں ایک وہ۔ بن گیا ہے لوگوں کے ذہن میں۔ کہ یہ قاتل بھی ہے یہ اغواء کار بھی ہے یہ ہے پتہ نہیں دنیا کے ظالم ترین لوگ یہی

ہے باقی سب جو ہے دودھ سے دھلے ہوئے صاف لوگ ہیں بابت صاحب سن لیں کسی نے نہیں بولا ہے ہم آپ کی بات نہیں کر رہا ہے آپ چھوڑ دیں نہ ہم نے آپ کے کوئی ایسی بات نہیں کیا ہے۔

میڈم چیئر پرسن:- جی سردار صاحب اگر اپنی دیدیں۔

سردار عبدالرحمان کھیتران:- چلو میں نہیں بولتا ہوں آپ میری جگہ بولیں بابت صاحب۔

میڈم چیئر پرسن:- جی سردار صاحب آپ کی باری ہے۔

سردار عبدالرحمان کھیتران:- بات یہ ہے کہ بابت صاحب کو تھوڑا سا کبھی کبھی بلڈ پریشر اس کا۔ جا کر پانی شانی پی کر آ جائے ٹھیک ہو جائیگا۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات و بی ڈی اے):- پانی پانی ہوتا ہے یہ شانی کیا ہے۔

سردار عبدالرحمان کھیتران:- جی شانی۔ وہ اس کو پتہ ہے وہ بابت کو اچھی طرح پتہ ہے میڈم اسپیکر بات یہ ہے کہ لوگوں کو۔ لیں گے اس علاقے کے لوگوں کو لیں گے یہ چیزیں یہ law and order اتنا نیا مسئلہ نہیں ہے کوئی سلسلہ نہیں ہے میرا ڈسٹرکٹ ہے میں نے اس دن آپ کو چیئر میں بھی گزارش کی۔ ابھی بھی میں کہتا ہوں کہ میرے ایجوکیشن کے جتنے بھی ادارے ہیں ہمیں کسی سیکورٹی کی ضرورت نہیں ہیں ہم خود ان کی حفاظت کریں گے اسی طریقے سے اگر میرے علاقے میں کئی پر بھی کوئی بھی سلسلہ ہوتا ہے یہ جو دہشت گردی کے حوالے سے میں کہہ رہا ہوں اگر اس میں میں وہاں سے منتخب ایم پی اے ہوں اگر میری کوئی ادھر پکڑیں گا وہ سب ٹھیک ہو جائیگا یا جس یونین کونسل یا جس وہ علاقے کی بات ہوتی ہیں وہاں کا ایک میرا ہوتا ہے ایک معتبر ہوتا ہے ایک بڑا ہوتا ہے سفید ریش ہوتا ہے اگر اس پر آپ ذمہ داری ڈالیں گے کوئی مسئلہ نہیں ہیں میں اپنے علاقے کی ذمہ داری لے سکتا ہوں وہ چیف بیٹھے ہیں وہ اپنے علاقے کی ذمہ داری لے سکتے ہیں نواب ہے اس علاقے کے۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ آپ ہم۔ دیتے ہیں کہ آپ لوکل وہاں کے لوگوں کو۔ لیں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا اگر آپ وہاں پر زبردستی کریں گے ناں جی۔ وہ فتح کرنے والی بات کریں گے پھر یہ مسئلہ بھی ختم نہیں ہوں گے یہ مسئلہ اسی طریقے سے چلتے رہیں گے۔ آپ اس علاقے کو فتح کرنے کی کوشش کریں گے پھر یہ فتوحات علاقوں کو لوگوں کو کوئی فتح نہیں کر سکتا ہیں آپ ان کو بھائی چارے میں پیار سے ان کو سلسلے میں ان کو۔ لیں اب ڈیرہ گیٹی کی میں بات کرتا ہوں یہ نمائندگی کر رہا ہے ان کا اپنا علاقہ ہے بیکڑ ایریا جو ان کے آبادی گاؤں۔ ان کے بڑے بیٹھے ہوئے ہیں ان کو۔ لیں گے کچھ نہیں ہوگا۔ اگر ان پر زبردستی آپ تھونپنے گے جیسے پچھلے دنوں ان کے علاقے

میں کسی کو اغوا کیا گیا تو وہ اس چیزوں سے یہ دہشت گردی بھی نکلتی ہیں۔ کی۔ بھی۔ ہوتی ہیں ہر سلسلہ ان چیزوں سے نکلتا ہے یہ ہمارے وطن ہے یہ سرزمین ہماری ہے ہم نے حفاظت کرنی ہے طریقہ کار غلط ہے یہ کہہ رہا ہے۔ ہم بیٹھ جائے ہم بیٹھتے ہیں ان کو۔ دیتے ہیں وہ خان بیٹھے ہوئے ہیں اپنے علاقے کے۔ یہ منتخب نمائندہ بیٹھا ہوا ہے وہ 28 تو موموں کا چیف بیٹھا ہوا ہیں یہ ہر ایک اپنی جگہ پر ایک وزن رکھتا ہے اگر اس کے status کے مطابق اس کے وزن کے مطابق آپ اس کو honour دیں گے اس کو onboard لیں گے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا ہم بیٹھیں گے اس کے ساتھ honour دیں گے اور مذید respect دیں گے اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اڑھائی سال پرانے ہم بھول گئے وہ اس چیزوں کو چھوڑ دیں ہم اس گہرائی میں نہیں جاتے ہیں لمبی بحث نکل آئیں گی اس کی گورنمنٹ کی انشاء اللہ انشاء اللہ پہلے بھی ہم نے کہا کہ کامیاب کر کے دیکھائیں گے بحیثیت اپوزیشن ادھر بیٹھے ہوئے ہیں ہر قسم کیا تعاون ہوگا دہشت گردی کے حوالے سے۔ لیکن خدراہ جو جو آپ کا دوست ہے اس کو دوست کر کے سمجھے جو دشمن ہے اس کو دوست بنانے کی کوشش نہ کریں کہ جی وہ ناراض فلاں ہے اس کو منار ہے ہیں جو راضی ہے ان کو آپ ناراض کر رہے ہیں جو ناراض بیٹھے ہوئے ہیں ان کو آپ اپنا دوست بناتے ہیں وہ کبھی آپ کے دوست نہیں بن سکتے۔ یہ آپ کا میڈیا کہہ رہا ہے آپ کے دنیا کہہ رہی ہیں مجھے پاکستانی ہونے پر فخر ہے میں اس سبزلالی پرچم کو سلام کرتا ہوں میں بحیثیت ادارہ فوج کی خدمات کو میرا خون اس میں شامل ہے میں اس کو سلوٹ کرتا ہوں میں۔ چاہے وہ پولیس کی صورت میں ہے بی سی کی صورت میں ہے ایف سی کی صورت میں ہے میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں کہ وہ شہادتیں دے رہے ہیں مجھے آپ توں توں کریں کہ جی آپ تو گھر کی مرغی ہے بس دال برابر ہے اور باہر سے وہ اڑدے بیٹھے ہوئے ہیں ان کو آپ مرغی بنا کر کھانا چارہ ہے ہیں وہ آپ کے ہاتھ میں نہیں آئیں گے آج میں میڈم اسپیکر بڑا ایک زبردست وہ تھا پھر یہ بولیں گے کہ ابھی ٹائم بڑا out ہوا ہے وہ ایک وہ message آیا کہ ایک گھر تھا ادھر اس کے۔ اس کے انہوں نے چوہا دیکھا تو اسکے لیے وہ پکڑنے کے لیے اس کے وہ کھڈو کی پھندہ لگا دیا تو چوہے کو پتہ چلا اس نے جا کر مرغی بھی اس گھر میں تھی بکری تھی اور گائے تھی اس نے جا کر مرغی کو کہا کہ اندر پھندہ لگا ہوا ہے خیال کرنا۔ اس نے کہا تمہارے لیے خیال۔ تو اپنی خیال کرو اسی طریقے سے اس نے بکری کو کہا اس نے گائے کو کہا ہوا یہ کہ رات کو اندھیرے میں وہ پھندے کی آواز آئی وہ ٹریک جو تھی اس کی آواز آئی تو اس گھر کی مالکن اٹھی دیکھنے کے لیے تو سانپ کی دم اس میں پھنسی ہوئی تھی تو سانپ نے اس کو ڈنس لیا جب سانپ نے دنس لیا تو اس کو فوری طور پر۔ لے گئے انکشن وغیرہ لگائیں واپس لے آئیں تو۔ یہ ہوئی کہ اس نے تو نیکی کی ہوئی تھی کہ مرغی بھی دیکھائی مرغی کو بھی بتایا تھا اور بکری کو

بھی گائے کو بھی کہ پھندہ لگا ہوا ہے انہوں نے کہا ہمیں کچھ نہیں کر سکتا آپ اپنا خیال کریں انہوں نے پہلا پہلا تو مرغی کو ذبح کیا اس کا سوپ اس کو پلایا مریض کو۔ اس کا بخار نہیں جا رہا تھا تو وہ پوچھنے والے آگے تو انہوں نے بکری حلال کر دی کہ مہمان آئے ہوئے ہیں ان کو بکری کا گوشت کھلائیں وہ خاتون اسی بخار میں فوت ہو گئی اب اس کا کریمہ کرم ہو رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ اتنے مہمان ہیں وہ گائے کو بھی ذبح کر لیا مرغی بھی گئی بکری بھی گئی گائے بھی گئی چوہا جس نے وہ ٹریک کا بتایا تھا وہ بدستور خیر خیرت سے زندہ رہا۔ تو یہاں پر یہ چیز نہ ہو یہاں پر یہی چیز ہو رہی ہیں مجھے سوا دو سال سے سی ایم صاحب نے بھی کہا کہ ضمیر کا قیدی۔ میں۔ یہ ہے کہ پولیس کو دو تھپڑ لگائیں اور وہ جھنوں نے درجنوں کے حساب سے قتل کیے ہوئے ہیں انکو۔ کیا جا رہا ہیں کہ جی یہ جو ہے روٹے ہوئے ہیں ان کو ہم منار ہے ہیں ناراض بلوچ ہیں خوان کے گھونٹ پی پر ہمارے وزیر داخلہ صاحب بھی جا کر پھر ان کو۔ کر دیتے ہیں بعد میں۔ پہلے ایک دفعہ تو اس کی علاقے میں اس کو آباد کیا گیا میں نام لیتا ہوں شہک نام تھا شاید۔ پھر وزیر داخلہ صاحب گئے ادھر جا کر اس کو راضی بازی کر دیا کتنے درجن آدمی مارے ہوئے تھے اس نے۔ 17 آدمی مارے ہوئے تھے خیر خیریت ہے آباد ہے 15 لاکھ روپے بھی مل گئے 17 آدمی بھی ہڑپ کر گیا میرے علاقے میں میری چیک پوسٹ پرائیف سی کی چیک پوسٹ پر جناب صاحب نے آیا دو پنجابی مار دیئے ٹیچر۔ میری کھیتراں دو زخمی کر کے ایک مار دیا ایک زخمی کر دیا۔ تحصیلدار مار دیا افغانستان چلا گیا بات چیت ہوئی صاحب بہادر واپس آئے ہیں ان کی قوم کے ہیں وہ اس وقت پاکستان کا loyal ہو گیا پاکستان کا سب سے اچھا وہ جو ہے ناں شہری بن گیا کراچی میں اس کو جگہ دے دی گئی 15 لاکھ روپے وظیفہ 20 ہزار روپے نوکریاں۔ وہ جو تحصیلدار تھا اس کی اولاد نہیں تھی ایک چھوٹی بیٹی تھی بیوی رل گئی ہمارا ایک وہ پاگل اور سیا ڈا وہ ایک بندہ تھا اس کی آج تک بازو ایسے ہیں دوسرا مر گیا ٹیچر جو پڑھا رہے تھے ان کے علاقے میں پڑھا رہے تھے اس کو اچھی طرح پتہ ہیں وہ مر گئے خیر خیریت ہو گئی یہ چیزیں چھوڑ دیں میں۔ سے کہتا ہوں کہ بلوچستان اس اس CM کی سربراہی میں انشاء اللہ۔ میں یہ نہیں ہے کہ میں منہ پھٹ آدمی ہوں میں کسی کی منہ خوری یا وہ جس کو آپ دوسرا نام دے وہ نہیں کرتا ہوں ہمیں آزادی کے طور پر۔

میڈم چیئر پرسن:- جی سردار صاحب اگر آپ اسکو مختصر کر لیں تو۔

سردار عبدالرحمان کھیتراں:- ہاں تو یہاں پر کوئی سلسلہ نہیں ہوگا انشاء اللہ۔ ہر ایک کا جو مقام ہے حضرت کا مقام ہے اس کے مطابق اس کو عزت دو میرا جو مقام ہے میں نہیں مانتا ہوں کہ مجھے آسمان پر پہنچائیں میرے مقام کے مطابق مجھے عزت دیں سب چیزیں۔ یہ بلوچستان ہم نے صدیاں باپ، دادا، پردادا سارے یہی کوئی

بہادر تھا بھی یہی تھا کوئی بہادر نہیں تھا بھی یہی تھا ہم نے گزارے کیے ہیں ان کے ساتھ۔ کوئی زور آور قوم ہے اس کے ساتھ بھی ہم نے ہمسایہ گری میں گزارے کیے ان کی جرات نہیں ہوئی کہ ہمارے علاقوں میں آ کر وہ دہشتگردی کریں آئندہ بھی ہم کریں گے وہ چوہے اور گائے والا کام نہ ہو thank you very much۔

میڈم چیئر پرسن:- thank you سردار صاحب۔ شکریہ بہت بہت تمام معزز اراکن کا۔ تحریک التواء نمبر 01 پر معزز اراکین اسمبلی نے سیر حاصل بحث کی اور صوبے میں امن وامان کو بہتر اور مؤثر اقدامات کے لیے اپنی تجاویز دی ہیں جو کہ یقیناً امن وامان کی بہتری میں مددگار ثابت ہوں گے۔ وزیر داخلہ صاحب نے امن وامان کی بابت ایوان کو آگاہ کیا اور سیکورٹی اداروں کی کارکردگی کو سراہا جو کہ قابل تحسین ہے۔ امید ہے حکومت فاضل اراکین اسمبلی کی تجاویز کو عملی جامہ پہنائے گی اور جو انکی تجاویز تھیں انکو اپنے strategy میں اپنے security plan میں incorporate کریں گے۔ لہذا وزیر داخلہ اور قائد ایوان صاحب کی یقین دہانی پر تحریک التواء کو نمٹایا جاتا ہے۔ جی ویسے سردار صاحب! سردار صاحب اس میں یہ ہے کہ اگر ہم یہ کر لیں کیونکہ اس میں تمام جو ممبران ہیں وہ تھکے ہوئے ہیں آپ کا جو point of order ہے اس کی اتنی اہمیت بھی نہیں ہوگی آپ آئندہ آنے والے session میں اس کو پیش کر لیں۔

اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 15 فروری وقت صبح 11 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 8 بجکر 15 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)